# THE

# SENATE OF PAKISTAN

# DEBATES

## *OFFICIAL REPORT*

Tuesday, the February 24, 2026
(359th Session)
Volume XV, No.02
(Nos.)

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*
Volume XV SP.XV (02)/2026
No.02 15

# Contents


1. Recitation from the Holy Quran ........ 1
2. Questions and Answers ........ 2
3. Leave of Absence ........ 25
4. Presentation of Report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control under Rule 195 regarding non-recovery of Priya Kumari and non-resolution of the case of death of Mr. Naresh in District Sujawal, Sindh ........ 26
5. Calling Attention Notice by Senator Zamir Hussain Ghumro regarding the frequent fatal accidents on National Highway in Sindh due to lack of safety measures ........ 26
   - Senator Syed Waqar Mehdi ........ 27
   - Dr. Tariq Fazal Chaudhary (Minister for Parliamentary Affairs) ........ 28
6. Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding redressal of the grievances of the victims of Islamabad Katcheri bomb blast ........ 30
   - Senator Azam Nazeer Tarar ........ 30
7. Further discussion on the point raised by Senator Sherry Rehman regarding calls for creation of Karachi Province ........ 31
   - Senator Poonjo ........ 31
   - Senator Mohammad Humayun Mohmand ........ 34
   - Senator Khalida Ateeb ........ 34
   - Senator Zamir Hussain Ghumro ........ 36
   - Senator Sarmad Ali ........ 38
   - Senator Sherry Rehman ........ 39
8. Point of Order raised by Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition, regarding suspension of live telecast and web telecast of the House Proceedings ........ 39
   - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice ........ 40
9. Motion for suspension of Rules by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan in order to move a resolution 41
10. Resolution moved by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan regarding condemnation of Israeli violations of the ceasefire agreement and recent statements made by the Israeli Prime Minister ........ 42
11. Points raised by Senator Raja Nasir Abbas regarding (i) condemnation of the Israeli attempts to occupy the Palestinian lands and (ii) health problems being faced by the PTI founder ........ 44
    - Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law) ........ 48
12. Point raised by Senator Muhammad Talha Mahmood regarding his breach of privilege by RPO, Malakand and DPO, Upper Chitral ........ 52

# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES

Tuesday, the February 24, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty one minutes past eleven in the morning with Madam Presiding Officer (Senator Qurat-Ul-Ain Marri) in the Chair.

----------------

**Recitation from the Holy Quran**

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٨٥

ترجمہ: روزوں کا مہینہ رمضان کا مہینہ (ہی) ہے جس میں قرآن (اول، اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو (حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزہ (رکھ کر) ان کا شمار پورا کر لے اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لیے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کیا کرو۔ (آیت نمبر۱۸۵)

Madam Presiding Officer: Question Hour.

## Questions and Answers

Madam Presiding Officer: Question No. 1. Senator Muhammad Talha Mahmood. Not present. The answer is taken as read. Question No. 2. Senator Muhammad Talha Mahmood. Not present. The answer is taken as read. Question No. 3. Senator Jan Muhammad. We wait for him for two minutes and will come back to it. Question No. 5. Senator Jan Muhammad. He will come. Question No. 6. Senator Muhammad Talha Mahmood. Not present. The answer is taken as read. Question No. 7. Senator Samina Mumtaz Zehri. Not present. The answer is taken as read. Senator Jan Muhammad is here.

Senator Jan Muhammad: Question No. 3.

(Q.No.03)

Madam Presiding Officer: The answer is taken as read. Is there any supplementary?

سینیٹر جان محمد: میں نے اس میں پوچھا تھا کہ پاکستان بیت المال میں deputation پر کتنے افسران ہیں، ان کی تفصیل دیں اور ان افسران کے جن کے cases process میں ہیں، ان کی بھی دیں تو یہاں ہمیں جو جواب دیا گیا ہے، اس میں صرف ایک افسر کا ذکر ہے اور منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

Madam Presiding Officer: I am sure that whoever Minister is present; he is ready to answer the question. Yes, Minister for Parliamentary Affairs.

سینیٹر جان محمد: میں یہ بھی کہتا چلوں کہ انہوں نے صرف ایک افسر کا حوالہ دیا ہے جبکہ ایک اور سوال جو آج اسی کتاب میں صفحہ نمبر 44 پر موجود ہے، انہوں نے بتایا ہے کہ 16 افسران ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب سے جواب لے لیتے ہیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): بہت شکریہ، چیئرمین صاحبہ! ابھی سینیٹر صاحب نے جو سوال کیا ہے، جو جواب ہے، اس کے مطابق جس آفیسر کا نام دیا گیا ہے، یہی under consideration ہے۔ باقی جو صفحہ نمبر 44 ہے، میں ذرا مزید details منگوالیتا ہوں۔

سینیٹر جان محمد: جواب میں صرف ایک افسر کا ذکر کیا ہے جبکہ اسی میں آگے جو سوال ہے، اس میں کہا گیا ہے یہ 16 افسران ہیں۔ یہ سمجھ بھی نہیں آتا کہ جب آپ سے ہم نے پوچھا تو آپ نے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: سینیٹر صاحب، میں آپ کو اور House کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ کسی طرح کی کوئی discrimination تو ڈیپارٹمنٹ کر ہی نہیں سکتا اور نہ کرتا ہے کہ ایک سینٹر کے سوال کے جواب میں کچھ اور جواب دے رہا ہو اور دوسرے معزز سینیٹر پوچھیں تو جواب کچھ اور دے رہا ہو۔ جب ہم صفحہ 44 پر آئیں گے تو اس وقت بات کر لیں گے۔ ابھی تک تو جواب یہی ہے کہ ایک ہی آفیسر ہے جن کا نام دیا گیا ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جان محمد صاحب، یہ سوال نمبر کیا ہے؟ اچھا سوال نمبر 15 ہے۔ جان محمد صاحب، یہ بھی آپ کا ہی سوال ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میڈم، میرا خیال ہے کہ جب اس سوال پر آئیں گے تو دیکھ لیں گے۔ ابھی ذرا آگے move کریں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب، آگے move کریں تو ٹھیک ہے لیکن سینیٹر صاحب بات بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم اس سوال تک پہنچیں، آپ department کے لوگوں کو بلوا کر briefing لے لیں۔ آپ کو پتا ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ جی سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: اس پر دوسرا سوال یہ بنتا ہے کہ انہوں نے ہمیں جو جواب دیا ہے، جس افسر کو deputation پر لائے ہیں، وہ پنجاب یونیورسٹی میں گریڈ 21 پر ملازمت کر رہا ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ میں گریڈ 21 کی کوئی پوسٹ نہیں ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ وہ نوٹیفکیشن بھی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف اس کے لیے اس پوسٹ کو upgrade کیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر 45 پر پھر اسی شخص کے حوالے سے نوٹیفکیشن ہے کہ انہوں نے اس پوسٹ کو upgrade کیا ہوا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: اس کا جواب ہم صفحہ نمبر 45 پر پہنچ کر لے لیتے ہیں۔ اس question کے لیے کوئی اور supplementary ہے؟

سینیٹر جان محمد: یہ شخص جسے یہاں لایا گیا ہے، اس کی ایک دن کی بھی کوئی administrative experience نہیں ہے۔ یہ ایک ٹیچر ہے۔اس کا کام teaching تھا اور اسے یہاں ایک administrative post پر بٹھایا گیا ہے۔ اس پر باقاعدہ پنجاب یونیورسٹی میں ایک کیس ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں آپ کا supplementary question کیا ہے؟ یہ تو تقریر ہو گئی نا۔ اس میں supplementary question کوئی ہے؟ سوال پر آیئے۔ (جاری---T02)

T02-24Feb2026 Babar/Ed: Shakeel 11:40AM

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری---)اس میں آپ کا supplementary question کیا ہے؟ یہ تو تقریر ہو گئی نا۔ اس میں supplementary question کوئی ہے؟ سوال پر آیئے۔

سینیٹر جان محمد: سوال یہ ہے کہ آپ جن افراد کو جس پوزیشنوں پر لا رہے ہو، کیا وہ اس پوزیشن کے اہل لوگ ہیں؟ teacher کو آپ ایک administrative post پر out of the way لے آتے ہیں، اس کے grade کو بھی up کر رہے ہو اور اس کو لا رہے ہیں، جی۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی گھمرو صاحب۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: میرا supplementary question یہ ہے کہ deputation کے جو rules ہیں وہ واضح ہیں کہ کسی post کے لیے جو qualification ہوگی، وہی بندہ اہل ہوگا اس post پر آنے کا۔ تو میں صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ یہ بندہ، جب اس کو کوئی administrative experience نہیں ہے، تو آپ نے کس law کے تحت اس کو deputation پر رکھا ہے؟ جو کہ غیر قانونی عمل ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جی، بہت شکریہ۔ دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ rules کو مکمل طور پر follow کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ teachers بالکل administrative post پر آ سکتے ہیں۔ اگر میں اسلام آباد کی مثال دوں تو بہت سارے

Federal Directorate of ایسے ہیں جو ہمارے professors اور teachers کے Schools and Colleges

Education ہے جو کہ Purely administrative body ہے اس کے DG's اور Directors بنتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ Teacher، Administrative post پر نہیں آ سکتا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ معذرت کے ساتھ یہ ایک person specific question ہے، جو ایک فرد کے بارے میں ہے۔ اگر اسی طرح مختلف departments کے individuals کو discuss کیا جائے تو آپ کے پاس وقت ہو تو ضرور ڈسکس کریں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر اس فرد کے بارے میں عوام کی اتنی concerns ہیں تو میرا مشورہ ہے کہ سینیٹ کی ایک کمیٹی بنادی جائے 10 , 8 سینیٹرز کی۔ Senators وہاں جائیں، Chairman Bait Ul Maal کے دفتر، انہیں بلا کر interview کریں اور پھر فیصلہ کرکے ایوان کو آگاہ کر دیتے ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! I just want to make it clear کہ سوال person specific نہیں تھا جواب process specific ہے۔ سوال جان محمد صاحب کا تھا کہ تمام افسران کی details فراہم کی جائیں۔ لیکن department نے صرف ایک officer کا نام لے کر اس کی details پیش کی ہیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: وہ officer ہوگا، ظاہر ہے اسی لیے اس کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس کی جتنی details، اس کی qualification اور تجربہ discuss ہو رہا ہے، وہ ایوان میں ایک ہی شخص کے بارے میں ہو رہا ہے۔ میں تو اسے نہیں جانتا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک کمیٹی بنالیں، Senators کو ساتھ لے لیں، میں خود جانے کے لیے تیار ہوں۔ چلتے ہیں وہاں، اور سارا کچھ دیکھ لیتے ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے the question has been referred to the concern committee، سوال نمبر 5 سینیٹر جان محمد۔

(Q.No.05)

سینیٹر جان محمد: ہم نے یہاں پوچھا تھا کہ یہ یومیہ اجرت پر ہیں یا contract پر، کیونکہ ہمیں بار بار بتایا گیا ہے کہ کوئی بھی ملازم نہیں ہے۔ چنانچہ ہم نے سوال کیا کہ کتنے ملازمین ہیں؟ اس کے جواب میں باقاعدہ ایک بہت بڑی list فراہم کی گئی ہے۔ اب سوال یہ بنتا ہے کہ یہ ملازمین جو contract پر ہیں، اور جو دس دس سال سے مختلف چھوٹی چھوٹی پوزیشنوں پر کام کر رہے ہیں، اور جو over age کے قریب ہیں یا

over ہو چکے ہیں، کیا department کے پاس ان کی confirmation کے لیے کوئی policy موجود ہے؟ یا ان کو regularize کرنے کی طرف حکومت کی کوئی واضح سوچ ہے؟

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جو آپ کا سوال تھا اسکے متعلق جواب مل چکا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ جی پونجو صاحب۔

سینیٹر پونجو: جی، میرا منسٹر صاحب سے یہ question ہے کہ جو یہ employees ہیں، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ تمام صوبوں سے کتنے کتنے ملازمین ہیں؟ کیا اس کی کوئی مکمل detail فراہم کی جا سکتی ہے؟

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی، گھمرو صاحب آپ بھی پوچھ لیں۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: یہ policy بھی government کی ہے، اور آئین میں بھی یہ درج ہے کہ ریاست روزگار فراہم کرے گی۔ جس ملازم کو رکھا جاتا ہے، اسے ایک مخصوص period کے بعد regularize کرنا لازم ہے۔ اس ضمن میں supreme court کے واضح judgment موجود ہیں۔ لیکن government دو categories چلا رہی ہے، جو صریحاً discrimination ہے۔ ایک طرف continuously contract employees کو regularize نہیں کیا جاتا، جبکہ دوسری طرف permanent تقرریاں موجود ہیں۔ چنانچہ ایک certain period کے بعد یہ ملازمین کا قانونی right بنتا ہے کہ انہیں regularize کیا جائے۔ لٰہذا government وضاحت کرے کہ یہ contract employees کو بیس بیس سال اور دس دس سال سے کیوں چلایا جا رہا ہے؟ انہیں اب تک regularize کیوں نہیں کیا جا رہا؟

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر طاہر خلیل سندھو صاحب۔

سینیٹر طاہر خلیل سندھو: supreme court کی latest judgment آئی ہے، جس طرح گھمرو صاحب نے فرمایا کہ اگر ایک ہی ملازم کو تین مرتبہ 89 days contract دیا جائے تو آپ کو اسے confirm کرنا پڑے گا۔ یہ تین judges full court کی judgment ہے۔ 89 days کے بعد وہ بیچارے پھر سے دھکے کھاتے ہیں، جبکہ پہلے بھی کہا گیا ہے کہ it is the responsibility of the State to give them rozgar۔ میں یہ بات صرف آپ کے علم میں لانا چاہتا تھا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: چیئرمین صاحبہ، جو دو تین سوالات پوچھے گئے ہیں، ان کا مختصر جواب یہ ہے کہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ جتنے بھی ملازمین مختلف categories میں daily wages پر ہیں، وہ مختلف ادوار میں بھرتی ہوئے ہیں۔ معزز سینیٹر صاحب خود فرما رہے تھے کہ یہ بیس بیس سال سے کام کر رہے ہیں۔ ابھی ہماری government تو نہیں آئی تھی، یہ تقرریاں پچھلے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں۔ ان کی regularization policy ادارہ نہیں بناتا، بلکہ government بناتی ہے۔ جب بھی government فیصلہ کرتی ہے یا cabinet decides کرتی ہے تو مختلف ادوار میں لوگ regular بھی ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت جو list دی گئی ہے، وہ یہی لوگ ہیں جو موجود ہیں۔ اور جیسا کہ معزز سینیٹر صاحب نے ذکر کیا، supreme court order کے بعد کوئی بھی نیا شخص candidacy پر یا daily wages پر نہیں رکھا جا رہا، کیونکہ اس پر اس وقت ban نافذ ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سوال نمبر 06 سینیٹر محمد طلحہ محمود۔

(Q.No.06)

Madam Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میرا supplementary question یہ ہے کہ اس میں donations کے حوالے سے لکھا ہے کہ donations کافی زیادہ آئی ہیں، billions کے اندر، اور جو grants ملی ہیں وہ تقریباً چالیس billion کے قریب ہیں۔ لیکن جو donations ہیں، ان کی کوئی تفصیل فراہم نہیں کی گئی کہ یہ کس source سے آئی ہیں۔ other income لکھی ہے یہ کہاں سے آئی ہے؟ اسی طرح کوئی audit report بھی پیش نہیں کی گئی۔ اگر اسے کمیٹی کو refer کرنا چاہتی ہیں تو ضرور کر لیجیے، ان سے پوچھ کر، بصورتِ دیگر یہ ایک incomplete answer ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: چیئرمین صاحبہ، details تو ساری دی گئی ہیں، donations کی بھی تفصیلات موجود ہیں اور باقی بھی تفصیلات موجود ہیں۔ تو سینیٹر صاحب مزید کیا جاننا چاہ رہے ہیں؟ اگر وہ وضاحت کر دیں تو جواب explanatory ہے، everything is there

سینیٹر محمد طلحہ محمود: details of donations مکمل نہیں ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ donations amount اکتالیس کروڑ ہے، لیکن یہ کس سے آئی؟ اس کی کوئی detail فراہم نہیں کی گئی۔ پھر other income تین کروڑ تریسٹھ لاکھ لکھی ہے، مگر اس کی بھی کوئی تفصیل موجود نہیں کہ یہ other income کہاں سے آئی۔ اسی طرح اس چالیس billion کی کوئی audit report بھی پیش نہیں کی گئی۔ یہ جو اوپر والے دو figures ہیں، یہ انہوں نے اپنے annexure میں خود درج کیے ہیں، یعنی received amount from other sources، لیکن اس کی بھی مکمل details فراہم نہیں کی گئیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: Minister concern آ گئے ہیں he can answer you exactly now, yes Minister sahib please. The supplementary question is that there is no details of donations.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی عام ادارہ نہیں ہے، جس کو عام طور پر ہمارے مختلف ایوانوں میں اُن اداروں کی طرح لیا جائے جن کے بارے میں سوالات تواتر سے آتے رہتے ہیں۔ وہ عموماً government کے ادارے ہوتے ہیں۔ میں نام نہیں لینا چاہتا، لیکن ایسے ادارے مثلاً Highway, NHA, CDA, Education department اور Health department وغیرہ کے بارے میں سوالات آتے رہتے ہیں اور ان پر criticism بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس ادارے پر بھی ہونا چاہیے، ظاہر ہے یہ بھی government کا ادارہ ہے اور کسی قسم کی scrutiny سے بالاتر نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم اس بات پر اصرار کریں کہ مثلاً donations کی ایک ایک بندے کی تفصیل دی جائے کہ کس نے دیا، کتنا دیا، کہاں سے لایا اور کیا کر رہا ہے، تو یہ ایک رفاہِ عامہ کا ادارہ ہے۔ اس کی ایک sanctity ہے، یہ غریب لوگوں کے لیے ہے۔ یہاں cancer patients کا علاج ہوتا ہے، متعدد transplant کیسز کا علاج کیا جاتا ہے، thalassemia patient کا علاج کرتے ہیں اس کے علاوہ وظائف اور scholarships بھی دی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس ادارے کو میرا خیال ہے اتنا ہی رہنے دیں جتنا ادارہ ضروری سمجھتا ہے کہ وہ جواب دے۔ اگر آپ لوگوں کو بھی expose کرنا چاہتے ہیں تو ان کی بھی details آتی ہیں، میں دے دوں گا، لیکن جو آج چار ارب کی آپ کو donations آ رہی ہیں، وہ گھٹ کر ایک ارب بھی نہیں رہیں گی۔

(جاری T03)

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: (جاری۔۔۔) آج یہ جو چار چار ارب کی آپ کو donations آ رہی ہیں، کل یہ گھٹ کر ایک ارب بھی نہیں رہیں گی۔ ویسے یہ میری ایک رائے ہے کہ اس ادارے کی جو ایک مخصوص حیثیت ہے اور جتنا بڑا یہ کام کر رہا ہے، اس کی appreciation کے طور پر، جو donors ہیں، جتنی ادارہ تفصیل دینا چاہتا ہے وہ ٹھیک ہے، باقی اس کی transparency کے حوالے سے اور اس کی جو ذمہ داریاں ہیں، جس طرح وہ انجام دے رہا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ عوام بہت اچھے طریقے سے جانتا ہے۔

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! سینیٹر صاحب کی سن لیتے ہیں۔ جی۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: Appreciation کرنی چاہیے کہ وہ donation دیتا ہے تو بڑا اچھا کام کرتا ہے، اسے criticize کون کر رہا ہے۔

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: سینیٹر سرمد صاحب۔

سینیٹر سرمد علی: میں وزیر صاحب سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ grants from Federal Government, profit on banks and investments, and donations وغیرہ لیکن یہ بتائیے کہ جو ہماری زکوۃ کٹتی ہے، کیا وہ بیت المال میں نہیں جاتی؟ وہ کہاں جاتی ہے؟

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

سید عمران احمد شاہ (وزیر برائے تخفیفِ غربت و سماجی تحفظ): شکریہ۔ ایسا ہے کہ جو زکوۃ کٹتی ہے، پاکستان بیت المال صرف ایک ڈاکخانے کا کام کرتا ہے۔ بینکوں سے جتنی زکوۃ کٹتی ہے، یہ اسٹیٹ بینک میں جاتی ہے۔ اسٹیٹ بینک ہمیں transfer کرتا ہے اور پھر ہم جس طرح صوبوں کا حصہ ہے، ہم اس طرح وہ صوبوں کو دیتے ہیں۔ Pakistan Bait-Ul-Mal Endowment Fund پر چلتا ہے، حکومت کی خصوصی گرانٹ پر چلتا ہے۔ اس سے زکوۃ کا، صدقات کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ باقی جو INGOs یا NGOs جو ان کو وہ support کرتی ہیں، اگر کہیں گے تو وہ بھی ایک ایک روپے کی تفصیل دے دیں گے۔

Madam Presiding Officer: Thank you, Minister *Sahib,* sanctity and transparency are two different things.

سینیٹر صاحب transparency مانگ رہے ہیں، آپ sanctity کی بات کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ دائرہ چھوٹا رکھنا چاہتے ہیں، ہم اسے کمیٹی کو refer کریں گے، سینیٹر طلحہ محمود! تاکہ آپ کے سارے donors کی اور ساری details کمیٹی میں آ سکیں۔

سید عمران احمد شاہ: ان دونوں کو ہم follow کرتے ہیں۔

Madam Presiding Officer: Question No. 7, Samina Mumtaz Zehri. Answer taken as read.

(Q.No.07)

Madam Presiding Officer: Question No. 8, Senator Mohammad Humayun Mohmand. Answer taken as read.

(Q.No.08)

Madam Presiding Officer: Question No. 9, Senator Syed Masroor Ahsan. Answer taken as read.

(Q.No.09)

Madam Presiding Officer: Any supplementary?

Senator Syed Masroor Ahsan: No.

Madam Presiding Officer: Question No. 10, Senator Syed Masroor Ahsan. Answer taken as read.

(Q.No.10)

Madam Presiding Officer: Any supplementary?

Senator Syed Masroor Ahsan: No.

Madam Presiding Officer: Thank you. Question No. 11, Senator Hidayatullah Khan. Answer taken as read.

(Q.No.11)

Madam Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر ہدایت اللہ خان: بہت بہت شکریہ۔ میں نے سوال کیا ہے کہ کیا وزیر برائے تخفیفِ غربت و سماجی تحفظ، مورخہ 4 نومبر 2025 کو پوچھے گئے نشان دار سوال نمبر 22، کے موصول شدہ جواب کی جانب رجوع کرتے ہوئے بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2011ء تا 2018ء کے دوران جعلی سروے رپورٹس کی تفصیلات کیا ہیں؛

(ب) جعلی سروے جمع کرانے والی فرموں کے نام، وصول شدہ رقوم اور بازیاب/واپس کی گئی رقوم کی تفصیلات کیا ہیں؛اور

(ج) قواعد کے مطابق PPRA، ICAP اور SECP کو دی گئی اطلاع سمیت کی گئی کارروائی کی تفصیلات کیا ہیں؟ یہ میرا سوال ہے۔

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: ابھی چونکہ میں نے جواب پڑھا نہیں کہ انہوں نے کیا لکھا ہے۔ اگر مجھے تھوڑا وقت دیا جائے، پھر میں سوال پوچھوں گا۔

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: ہم واپس آتے ہیں۔ آپ پڑھ لیں۔ اس سوال پر کوئی ممبر ضمنی سوال پوچھنا چاہیں گے؟

Question No. 12, Senator Mashal Azam. Answer taken as read.

(Q.No.12)

Madam Presiding Officer: Question No. 13, Senator Haji Hidayatullah Khan. Answer taken as read.

(Q.No.13)

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: ہدایت اللہ صاحب! اگر آپ چاہیں تو آپ اپنے تینوں سوال پڑھ لیں۔ ہم جان صاحب کا سوال نمبر ۱۵ لے لیتے ہیں۔ سوال نمبر ۱۵، سینیٹر جان محمد۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q.No.15)

سینیٹر جان محمد: میڈم! یہ وہی سوال تھا جو پہلے بھی اس کا ذکر ہوا۔ اس میں ایک افسر کی سرکاری رہائش کے حوالے سے میں نے پوچھا تھا۔ جواب کے آخر میں حصہ (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ بیت المال نے مزید وضاحت کے لیے ہاؤسنگ اتھارٹی سے بھی خط نمبر وغیرہ بتایا ہے لیکن اس کا تاحال جواب نہیں ملا ہے۔ ہم نے ان 16 افسران کا پوچھا تھا۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ یہاں 16 افسران ہیں جبکہ وہاں ایک کا ذکر کیا، تو وہاں تفصیل نہیں دی ہے۔

یہاں پر پھر اسی ذیشان پر سوال اٹھتا ہے کیونکہ اس کے پاس دو گھر ہیں۔ تو بہتر ہوگا کہ اس سوال کو بھی کمیٹی میں بھیج دیں۔

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

سید عمران احمد شاہ: یہ سوال ہے کہ پاکستان بیت المال کے کون سے افسر نے اپنے parent department سے گھر بھی رکھا ہوا ہے اور اِدھر سے rent بھی لے رہے ہیں۔ یہ سوال ہے۔ اب دیکھئے، سوچنے، کرنے کی یہ بات ہے کہ سوالات آتے کہاں سے ہیں۔ میں نے آنا تھا، پہلے بھی ڈاکٹر صاحب نے ایک سوال کا جواب دیا۔ یہ ڈاکٹر دانش صاحب ہیں، ان کو اِدھر deputation پر لایا گیا ہے۔ ان کی آپ profile دیکھیں، ان کی ڈگریاں دیکھیں، امریکہ سے، UK سے، کہاں کہاں سے انہوں نے لی ہیں۔ اس میں ٹوٹل دو افسران ہیں، ایک پاکستان بیت المال سے house rent نہیں لیتے اور انہوں نے اپنے parent department سے گھر رکھا ہوا ہے۔ وہ ڈاکٹر دانش صاحب جو ڈی۔جی، پاکستان بیت المال ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ blessing ہے کہ ایسے افسر ادھر ہمارے institute میں آئے ہیں اور وہ اس میں جو کمی کوتاہیاں ہم سے پہلے جو تھیں، اس کو پکڑ رہے ہیں اور مافیا کو یا اس طرح کی چیزوں کو break کر رہے ہیں، ان ہی کا محکمہ، ان ہی کے افسر جو تکلیف میں ہیں وہ انہیں ایسے سوالات دے دے کر یہ کرواتے ہیں تاکہ انہیں humiliate کیا جائے۔ یہ پنجاب یونیورسٹی سے آئے ہیں۔ اُدھر انہوں نے ایک گھر رکھا ہوا ہے، اس کا کرایہ یہ دیتے ہیں۔ انہوں نے اس کی ساری رسیدیں update جمع کرادی ہوئی ہیں۔ کیونکہ دو گھر، ایک اسلام آباد میں رکھا ہوا ہے اور ایک پنجاب یونیورسٹی میں رکھا ہوا ہے۔ وہ اِدھر والے گھر کا کرایہ پاکستان بیت المال سے لیتے ہیں اور اس کی شفافیت اس کے ایکٹ، اس کی ToRs کے لیے پاکستان بیت المال نے ایک خط لکھا ہے۔ اس کا بھی مزید جو بھی جواب آجائے گا، وہ ان شاءاللہ تعالیٰ پیش کر دیں گے۔ ہمیں ایسے لوگوں کو appreciate کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ ان کو humiliate کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم پریذائڈنگ آفیسر: جی سینیٹر صاحب بتائیں۔

سینیٹر جان محمد:۔ایک تو منسٹر صاحب نے جو وضاحت کی، وہ انتہائی نامناسب ہے یعنی انہوں نے ہمیں کہا کہ ہم ڈیپارٹمنٹ کے rivals سے سوالات لے کر یہاں آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ توہین آمیز ہیں اور یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بالکل ہی غلط ہے۔ اس کے لیے وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ دیکھیں، میں ثابت کرتا ہوں کہ اس پر harassment کا کیس تھا۔ یہ ہے میڈم۔ اس کو harassment پر سزا ہوئی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی syndicate نے کیا ہے جس کے لیے اتنی بڑی تعریفی کلمات کہے جا رہے ہیں۔ اور 45 صفحوں کی وہ notification ہے

جس میں کہا گیا ہے کہ personally اس کے لیے position کو upgrade کیا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا لیکن منسٹر صاحب نے جو باتیں کی ہیں، اسی لیے میں یہ بتا رہا ہوں اور یہ میں ریکارڈ کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔ (جاری۔۔۔T04)

T04-24Feb2026 Ali/Ed: Shakeel 12:00 pm

سینیٹر جان محمد: (جاری ہے۔۔۔) حالانکہ مجھے نہیں کہنا چاہیے تھا لیکن وزیر صاحب نے جو باتیں کیں ہیں، اسی لیے میں یہ بتا رہا ہوں اور میں اسے record کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر بلال صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ جناب۔ سب سے پہلے میں اپنے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب نے اس شخص کے متعلق بڑے اچھے الفاظ استعمال کیے کہ یہ blessing ہے۔ اگر اس طرح کی blessing ہم count کریں تو غالباً پاکستان کے 99% officers blessing پر ہی چل رہے ہیں۔ سب کو پھر double pay دینی چاہیے، سب کو دو دو گھر اور house rent دینے چاہیے، جو ہمارے باقی officers بیٹھے ہوئے ہیں کیا وہ سب اس ایک شخص سے کم تر ہیں یا یہ ایک شخص سب سے بالاتر ہے؟ جو جواب پوچھا گیا ہے، وہ جواب دے دیا جائے کہ وہ گھر کا rent بیت المال سے لے رہا ہے یا نہیں؟ اگر لے رہا ہے تو کس قانون کے تحت لے رہا ہے؟ اور اگر نہیں لے رہا ہے تو اس کا جواب دیں۔ ہم نے اس کی biography کے بارے میں نہیں پوچھا کہ اس کی qualification کیا تھی؟ سوال میں ایسا کچھ نہیں ہے کہ اس کی qualification کتنی ہے اور وہ پاکستان کے لیے کتنا blessing ہے۔ براہ مہربانی وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ جو پنجاب کا گھر رکھا ہوا ہے، وہ کس capacity میں رکھا ہوا ہے؟ اگر یہ deputation پر اس محکمے میں آچکے ہیں تو یہاں سے گھر کے لیے جو house rent لے رہے ہیں، وہ کس capacity میں لے رہے ہیں؟ ایک وقت میں وہ ایک گھر یا ایک rent لے سکتے ہیں، دو نہیں لے سکتے۔ کس قانون کے تحت لے رہے ہیں اور وہ قانون بتا دیں؟

سید عمران احمد شاہ (وفاقی وزیر برائے تخفیفِ غربت و سماجی تحفظ): کیونکہ یہ پاکستان بیت المال کے اس وقت DG ہیں اور پاکستان بیت المال انہیں house rent دیتا ہے۔ Act میں یہ provision ہے اور کیونکہ ادھر انہوں نے اپنا گھر رکھا ہوا ہے، اس کے لیے ادھر سے rent لیتے ہیں۔ لیکن پنجاب یونیورسٹی میں جو انہوں نے گھر رکھا ہوا ہے، جو ان کے Parent department کا ہے، وہاں کا یہ

rent pay کرتے ہیں۔ وہ پنجاب یونیورسٹی نے یا education department نے ان کو free میں نہیں دیا۔ ادھر یہ rent pay کرتے ہیں اور اس کی رسیدیں جمع کروادیں ہیں۔ اگر میری کسی بات پر میرے کسی بھی..honourable

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب کو ختم کرنے دیجیئے۔

سید عمران احمد شاہ: کسی بھی honourable Senator کی اگر دل آزاری ہوئی ہے، تو میں اپنے word واپس لیتا ہوں، لیکن حقیقت وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ، سوال نہیں ہے تو پھر بیٹھ جایئے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میرا اعتراض یہ ہے کہ جس طرح سے انہوں نے کہا کہ وہاں کی Ministry کے جو بھی لوگ ان کے مخالف ہیں ہم ان لوگوں سے questions لیتے ہیں۔

Madam Presiding Officer: He has apologised for that.

Senator Fawzia Arshad: But this is something, it is uncalled for.

Madam Presiding Officer: Fawzia Shabia, he has apologised for it. Let’s get to the questions, please.

سینیٹر فوزیہ ارشد: اگر ان کا اتنا اچھا high profile ہے تو پھر کیوں ان کے اوپر harassment کے cases ہوئے؟

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے آپ کا سوال سن لیا ہے۔

سینیٹر عابد شیر علی: میرا وزیر صاحب سے بڑا simple سوال ہے کہ کس قانون نے کہا کہ کون سا پاکستان میں قانون ہے؟ کہ ایک۔۔ پھر کیا ہوا سوال تو پاکستان کے عوام کا ہے، سوال تو میں کر سکتا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب، please بات کریں۔

سینیٹر عابد شیر علی: میڈم چیئرپرسن میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سرکاری بندہ تین گھر کیسے رکھ سکتا ہے؟ کیا ایسی مثال موجود ہے؟ اس کا criteria بتایا جائے کہ لوگ allotment کے لیے درخواستیں لیے پھرتے ہیں، جو deserve کرتے ہیں انہیں گھر نہیں ملتے اور ایک شخص تین گھر لیتا ہے۔ اگر ان کو issue ہے تو کرائے پر گھر لے کر اپنی family کو shift کرلیں۔ تو یہ کون

سا precedent set کر رہے ہیں کہ بندہ qualified ہے، تین تین رہائشیں ہیں اور جہاں جاتا ہے وہاں سرکاری رہائش خالی بھی نہیں کرتا۔ تو یہ کون سا criteria ہے؟ ورنہ اس قانون کے مطابق پھر سب کو یہ allow کیا جائے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب، please keep your answer short. بارہا members نے قانون کا پوچھا ہے تو آپ law کو quote کریں اور precedent بتائیں۔

سید عمران احمد شاہ: یہ Pakistan Bait-ul-Mal Act 1991 کے تحت دیا گیا ہے۔ کوئی تین گھر نہیں، honourable Senator Sahib سے تین گھر کی بات ہی نہیں ہوئی، دو گھر ہیں اور دونوں گھروں کے پیسے یہ خود دیتے ہیں، صرف ایک گھر کے پیسے پاکستان بیت المال دیتا ہے۔ ان کے parent department اور موجودہ کے مطابق یہ ایک کرائے کے علاوہ کوئی دوسرا کرایہ نہیں لیتے، اور یہ اپنے ذاتی گھر میں رہتے ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر بلال صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: وزیر صاحب نے صرف اتنی سی بات کہی کہ پاکستان بیت المال، definitely پاکستان بیت المال کے ساتھ ساتھ باقی تمام ادارے جو ہیں وہ صرف ایک گھر رکھنے یا rent دینے کے پابند ہوتے ہیں۔ وہ یہ ثابت کر دیں کہ بیت المال یہ کہتا ہے کہ جب آپ deputation پر آ جائیں تو آپ اس کے ساتھ دس اور گھر بھی رکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کو committee میں refer کر دیں کیونکہ یہاں جواب نہیں مل رہا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ سینیٹر صاحب۔ وزیر صاحب سوال نمبر 3 اور سوال نمبر 15 میں پہلی بات تو discrepancy ہے۔ سوال نمبر 3 میں آپ نے کہا کہ ایک بندہ deputation پر ہے، سوال نمبر 15 میں آپ کے department نے کہا کہ 16 لوگ deputation پر ہیں اور چونکہ members کے بہت زیادہ خدشات اور سوالات ابھی بھی موجود ہیں، اسی لیے یہ دونوں questions ایک ساتھ committee کو refer کیے جاتے ہیں۔ Minister Sahib, we have done. We go to the next question now.

(Q.No.16)

Madam Presiding Officer: Senator Muhammad Aslam Abro. Answer taken as read.

(Q.No.17)

Madam Presiding Officer: Senator Zamir Hussain Ghumro. Answer taken as read. Any supplementary?

Senator Zamir Hussain Ghumro: It may be, I am satisfied with the answer.

Madam Presiding Officer: Any other supplementary?

(Q.No.18)

Madam Presiding Officer: Senator Anusha Rehman Ahmed Khan. Answer taken as read.

(Q.No.19)

Madam Presiding Officer: Senator Samina Mumtaz Zehri. Answer taken as read.

(Q.No.20)

Madam Presiding Officer: Senator Zamir Hussain Ghumro. Answer taken as read. Any supplementary?

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: I have a supplementary question. اس میں جو Article 38(g) ہے، it's an important provision of the constitution۔ اس میں یہ ہے shares of the provinces shall be maintained and any omission in the Federal Services and Corporations of the provinces shares shall be rectified. دو حصے ہیں اس Article 38(g) کے۔ تو یہ جو میں نے پوچھا ہے کہ مختلف صوبوں کی جو Federal Services and Corporations میں representation ہے، وہ whether the Federal Government has maintained or not? اور اگر maintained نہیں کی ہے تو وہ rectify کیسے کی ہے؟ تو rectification کا جواب نہیں آیا اور جو یہ table دیا ہے، اس میں بڑی discrepancy ہے۔ بلوچستان کی اور سندھ کی

ہے، بہت کم ہے۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ یہ Federal Services and Corporations میں جو representation

matter committee کو refer کیا جائے کیونکہ اس میں جواب incomplete ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزارت پارلیمانی امور): Honourable Chairman Sahiba, the Federal Government ensures that as per the Constitution of Pakistan, جو کوٹہ صوبوں کو مختص کیا گیا ہے، مختلف ہمارے Federal Government departments, Allied departments کے حوالے سے، جو ہمارے departments ہیں، اس میں ان کے کوٹے کو ensure کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور وہ ensure کیا گیا ہے۔ اگر کسی ایک جگہ پر وہ کوئی specifically point out کرتے ہیں کہ یہاں یہ کوٹہ follow نہیں کیا گیا، تو ضرور بتائیں۔ بلوچستان ہمارے دل کے بہت قریب صوبہ ہے اور جہاں جہاں بلوچستان کے کسی بھی department میں ان کے کوٹے کی جو percentage بنتی ہے، اسے ensure کیا جاتا ہے۔ اب کوئی ایسی جگہ جہاں بلوچستان سے کوئی Officer apply نہ کرے یا صرف بلوچستان کی بات نہیں کرتا، میں سندھ کی بھی بات کرتا ہوں، میں KP کی بھی بات کرتا ہوں کہ اگر کسی post پر وہاں سے کوئی Officer apply نہیں کر رہا یا اس post کے لیے eligible نہیں ہے، تو temporarily وہ post کسی اور کو دی جا سکتی ہے۔ اگر اس post کے against اس صوبے سے وہ Officer جو qualify کرتا ہو یا اس نے apply کیا ہو، تو اسی کے مطابق دی جاتی ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی discrepancy نہیں ہے، اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے اور یہ بڑا clear-cut جواب دیا گیا ہے اور جو باقی assurance ہے وہ میں نے آپ کو یہاں floor of the House پر دی ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر ضمیر حسین گھمرو۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جو categories انہوں نے table میں لکھیں ہیں، اس میں سندھ اور بلوچستان کی جو representation بنتی ہے وہ بہت کم ہے and this is not a satisfactory answer. تو ان کو constitution کے command کے مطابق اسے rectify کرنا ہے، they have not rectified from last sixteen years. دو ہزار دس سے دو ہزار سولہ تک انہوں نے کون سے steps لیے؟ آپ جو بھی columns پڑھیں گے، اس میں سندھ کی for

example, تیرہ ہزار posts ہیں، تو سندھ کی چودہ ہزار اور بلوچستان کی تین سو ہیں اور ساری اس میں discrepancy ہیں۔ They have not rectified this omission, جو Constitution میں ایک command ہے کہ جو بھی omission ہوگی، آپ اسے rectify کریں گے۔ I am not satisfied with the answer of the Minister. The matter may be sent to the committee.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سرمد۔

سینیٹر سرمد علی: اگر ہم KP کو دیکھتے ہیں تو KP کا جو share ہے، وہ تقریباً roughly over-represented ہے۔

Sindh technically should have been number two after Punjab, whereas KP is actually number two and Sindh is at number three. This is a disparity

(Continue.....T05)

**T05–24Feb2026 Imran/ED: Waqas 12:10 pm**

سینیٹر سرمد علی: (جاری۔۔۔۔) اگر ہم KP کو دیکھتے ہیں تو KP کا جو share ہے، وہ roughly over-represented ہے۔

Sindh technically should have been at number two after Punjab whereas, actually KP is at number two and Sindh is at number three.

تو یہ disparity ہے۔ جس صوبے کا جتنا share ہے، اُس کو ملنا چاہیے۔

Why is Khyber Pakhtunkhwa over-represented in Federal Services.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میڈم چیئرپرسن! سب سے پہلے تو آپ کو مبارک ہو۔ میرا خیال ہے کہ میری موجودگی میں پہلی دفعہ آپ Chair کر رہی ہیں تو آپ کو مبارک ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو اور زیادہ عزت دے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس میں ایسا ہے کہ کوٹے کی بات تو کی جاتی ہے اور کوٹے میں جو صوبوں کا پرانا قرض، خاص طور پر بلوچستان کا، وہ وفاق کے ذمہ ہے اور اس قرض کو ادا کرنے کی کوشش بظاہر تو کی جاتی ہے لیکن ایسا کبھی ہوا نہیں ہے۔ تو ہماری posts جو ہمارے credit میں

باقی ہیں، وہ کب تک دی جا سکیں گی؟ اُس میں کتنا عرصہ درکار ہے؟ دوسری بات یہ کہ اس Question Answer میں کیا اتنا بڑا سوال address ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا؟ اس پر بھی غور کریں کیونکہ یہ بہت سنجیدہ معاملہ ہے اور اس وقت صوبوں کا آپ سے ساتھ جڑے رہنے کا معاملہ بھی اس کے ساتھ منتھی ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میں پہلے آپ کو مبارک باد دینا بھول گئی کہ میرے بھی tenure میں آپ پہلی مرتبہ Chair پر آئی ہیں۔ Nice to see you. ابھی یہ page 65 پر انہوں نے جو ایک breakup دیا ہے اور percentage share of employees in Federal Secretariat, attached departments and subordinate offices انہوں نے classification کی ہے اور اُس کے بعد سارے صوبوں کے نام دیے ہیں۔ جو مجھے سب سے زیادہ بات کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام آباد کو کبھی اسلام آباد قرار نہیں دیا جاتا۔

میڈم چیئر! اگر اس میں بھی آپ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس میں لکھا ہوا ہے Punjab including Islamabad. So, I strongly protest کہ اسلام آباد کو اُس کا حق کیوں نہیں ملتا اور ہمیشہ اس کو پنجاب سے merge کر دیا جاتا ہے۔ This is very unfair.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: Thank you very much Madam Chairperson. یہ جو کوٹہ سسٹم ہے، میں اُس میں دیکھ رہا تھا تو مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ ہمارا Article 27 کوٹے کو address کرتا ہے اور جو Sindh rural اور Sindh urban ہے، اس کو کوئی legal cover نہیں ہے، to the best of my understanding. So, I do not understand how we can continue کیونکہ ہر صوبے میں urban and rural ہے۔ اس کو شروع میں ایک یا دو دفعہ extension ملی تھی اور پھر کوشش کی گئی تھی لیکن چونکہ there is no legal validity behind that, so I do not understand کہ ہم Sindh rural and Sindh urban کر رہے ہیں لیکن ہم KP rural and KP urban نہیں کر رہے ہیں، Punjab rural and Punjab urban نہیں کر رہے ہیں

and so on. So, how can we address this thing? Because this is totally unconstitutional as we stand today.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: .Point taken جی سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: میرا سوال بھی بالکل اسی سے ملتا جلتا ہے کیونکہ میں جو۔۔۔

(مداخلت)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی آئے گا۔ جی جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: میرا بھی سوال انہی سے ملتا جلتا ہے کیونکہ ہمیں آئین پاکستان بتاتا ہے کہ جنگلات یا agriculture department provincial subject ہے۔ یہ federal subject نہیں ہے اور بجائے اس کے کہ federal government جا کر اس میں مداخلت کرے تو بہتر ہوگا کہ صوبوں کے معاملات میں مداخلت بند کریں اور اگر ان کے پاس یہ fund ہے تو fund ہی صوبوں کو منتقل کر دیں تو بہتر ہوگا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

The question is referred to Committee with all honorable members who have supplementary questions to be invited to the meeting.

(مداخلت)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب کا سوال بھی شامل کر لیں۔ ہدایت اللہ صاحب! ہم اب آپ کے سوال پر آ جائیں۔ سوال نمبر ۱۱۔

(Q.No.11)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: شکریہ جناب۔ یہ جو میرا سوال نمبر ۱۱ ہے، میں نے اس کے آخر میں پوچھا ہے کہ یہ بتائیں کہ کیا یہ مطابقت سے نشاندہیاں کی گئیں ہیں؟

(مداخلت)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جواب میں یہ اوپر کہتے ہیں کہ 'الف' میں بیان کیا گیا ہے کسی جعلی survey کی اطلاع موصول نہیں ہوئی تاہم بعض بے ضابطگیاں/عدم مطابقت کی نشان دہی کی گئی ہے جنہیں بعد ازاں پی او فرموں کی جانب سے درست کر دیا گیا۔ تو یہ ان کا double وہ ہے اور یہاں ساتھ لکھا ہے کہ معاملات متعلقہ فرموں کی جانب سے۔۔۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جی یہی ہے کہ اس کی وضاحت کریں کہ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ ہاں! ٹھیک ہے اور یہ نہیں ہوا ہے اور اُس کے بعد کہتے ہیں کہ ہاں! ہوا ہے اور اُس کو درست کیا گیا ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: معزز سینیٹر صاحب کے مطابق پہلے آپ کہہ رہے ہیں کہ fake surveys نہیں ہوئے ہیں اور بعد میں آپ admit کر رہے ہیں کہ ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): میں صحیح طور پر سمجھ نہیں سکا۔ سوال کا جواب تو self-explanatory ہے اور اس میں تو کوئی ایسی چیز نہیں رہ گئی۔ میرا خیال ہے کہ انہیں مزید ایک session کا وقت دے دیں اور اس سوال کو اگلے session میں لے لیں تاکہ وہ مزید اس کا جواب پڑھ لیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: صفحہ نمبر 36, اُس کے 'ب' میں کہا ہے کہ کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی اور 'ج' میں بے ضابطگیوں کا ذکر ہے۔ یا تو اردو اور انگریزی پڑھنے والے آپس میں coordination نہیں رکھتے۔ That's very unfortunate.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: Unfortunately میرے پاس تو ایسا کچھ نہیں ہے اور منسٹر صاحب بھی تھوڑی دیر پہلے تشریف لے گئے ہیں۔ یا پھر اس کو pend کر دیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! یہ pend کرنے کی تو بات نہیں ہے۔ It's very disturbing کہ اگر ایک سینیٹر صاحب کو جواب ایک زبان میں ایک ملتا ہے اور دوسری زبان میں دوسرا ملتا ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: چیئرمین صاحبہ، میرے پاس اردو والا نہیں ہے ورنہ میں آپ کو ابھی clear کر دیتا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے پاس اردو والا جواب نہیں ہے؟ پلیز منسٹر صاحب کو اردو والا دیں۔ ہم آپ کو provide کرتے ہیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: پہلے معزز سینیٹر صاحب نے time مانگا تھا تو اب مجھے بھی تھوڑا سا time دیں۔ میں ذرا دونوں کو compare کرلیتا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: آپ time لے لیں اور ان کو پڑھ لیں۔ پلیز پڑھ لیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: ویسے میری ایک submission ہے۔ Honourable Madam Chairperson میری گزارش یہ ہے کہ جیسے ہم نے اور منسٹر صاحب نے چھوٹی سی بات کی تھی، وہ کسی کو اچھی لگے یا بُری، چونکہ ہم نے تو سوالوں کے جواب اسمبلی میں دینے ہوتے ہیں تو کئی سوالات ایسے ہوتے ہیں جن کا، پھر بات وہی ہے کہ departments کے اندر کی جو لڑائی ہوتی ہے، وہاں سے وہ سوالات generate ہوتے ہیں۔ آپ بھی اس بات کو جانتی ہیں کہ بھلے یہاں پر۔۔۔

Madam Presiding Officer: Minister *Sahib*! at this time, this is irrelevant. Please read the question first.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میں اُس پر آ رہا ہوں کہ معزز سینیٹر صاحب نے اس پر بڑا mind کیا تھا۔ تھوڑی سی ہماری بھی جو submission ہے وہ سن لیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وہ ٹھیک ہے لیکن۔۔۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میں اُس topic پر نہیں جا رہا، میں اُس سے آگے ایک بات کر رہا ہوں۔ وہ بات ختم ہو چکی اور close ہو چکی ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وہ بات بند ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میں اُس سے آگے جا رہا ہوں، اگر آپ مجھے ایک منٹ دے دیں تو میرا خیال ہے کہ بات ہی ختم ہو جائے گی۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہاں سوالات کیے جاتے ہیں اور منسٹر صاحبان اُن کے جوابات دیتے ہیں۔ ہم پوری تیاری کے ساتھ آتے ہیں، department پوری تیاری کے ساتھ جواب دیتا ہے لیکن 99 percent سوالات کے جوابات اور supplementary questions کے بعد وہ سوالات پھر کمیٹی کے پاس چلے جاتے ہیں۔ یا تو پھر یہ پورے کے پورے direct

Committees کو بھیج دیا کریں اور یہاں پر پھر وقفہ سوالات کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمیں بھی یہاں پر آنے کے لیے تیاری نہ کرنی پڑے، department کو نہ محنت کرنی پڑے۔ ہمارے سوالات Standing Committees کے پاس چلے جائیں۔۔۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! اگر آپ اتنی تیاری کے ساتھ آتے تو پھر سوالات کے اردو اور انگریزی ترجموں میں تضاد نہ ہوتا۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: اُس کی ہم بعد میں بات کر لیں گے۔ جو باقی سوالات ہیں، جن کی ہم نے تیاری کی اور ہم نے House کو satisfy کیا لیکن ہماری وہ ساری محنت رائیگاں چلی جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ indirectly یہ ایک question mark ہے کہ ہم پانچ ضمنی سوالات کا جواب دیتے ہیں اور اُس کے بعد وہ سوال کمیٹی کے پاس چلا جاتا ہے۔ تو kindly اس کو تھوڑا سا consider کر لیں۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جب ایک سوال میں لکھا جاتا ہے کہ ایک بندہ deputation پر ہے اور اُسی جواب میں دس صفحات کے بعد لکھا جاتا ہے کہ سولہ لوگ deputation پر ہیں۔ This raises the question...

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: اگر ایک سوال جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن دس کے دس جاتے ہیں۔

Madam Presiding Officer: Minister Sahib! Let me complete.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جی پلیز۔

Madam Presiding Officer: Thank you very much. So it raises the question that how prepared the departments are.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میڈم! میں دس کے دس سوالوں کی بات کر رہا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: The people here in Senate are also representing the people. It is our right to ask questions. جھگڑا ہو یا جو بھی، external جھگڑا ہو، internal اب وہ تو ابھی آپ یہ سوال نمبر ۱۱ پڑھ لیں تاکہ ہمیں اس کو تو کمیٹی میں نہ بھیجنا پڑے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جی، میں اس کا جواب دیتا ہوں لیکن میرا جو اعتراض ہے، اُس کو register ہونا چاہیے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ ہم آپ کا سوال نمبر ۱۳ لے لیں؟ جب تک انہیں پڑھنے کے لیے تھوڑا سا وقت بھی مل جائے گا۔

Q.No.13

سینیٹر ہدایت اللہ خان: میں سوال نمبر ۱۳ کے جواب سے مطمئن ہوں۔ انہوں نے صحیح جواب دیا ہے۔ مزید میرا کوئی سوال نہیں ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر ۱۴۔ سینیٹر ہدایت اللہ صاحب۔

Q.No.14

سینیٹر ہدایت اللہ خان: سوال نمبر ۱۴ میں کچھ، ابھی منسٹر صاحب کا بھی روزہ ہے اور سوالات بھی زیادہ ہو چکے ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ میں بھی ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے پاس IT کی brief ہے؟ اُن کے پاس کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ حاجی صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جی۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ دیکھیں، جب department well prepared ہوتا ہے تو اس میں سینیٹر صاحبان بھی مطمئن ہوتے ہیں۔ Whenever you are ready, we'll go to the answer of question no. 11. کیا ہم نے کسی اور کو miss کیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ سینیٹر طلحہ محمود کا ایک رہ گیا تھا۔ We are just waiting on this. Whenever you are ready Minister *Sahib*! this is the last question. اگر آپ کہتے ہیں تو ہم یہ سوال defer کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: ابھی متعلقہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: Fair enough, آپ پر departments کا بہت زیادہ burden ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: چونکہ اُس وقت معزز سینیٹر صاحب نے ضمنی سوال نہیں کیا تھا اور ابھی کیا ہے، تو اس کو defer کر دیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! اس سوال کو ہم defer کر دیتے ہیں۔ ہم واپس اس پر آئیں گے۔

(جاری-----T06)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری ۔۔۔) سینیٹر صاحب! اس سوال کو ہم defer کر دیتے ہیں۔ ہم واپس اس پر آئیں گے۔

Question hour stands over. Leave applications.

**Leave of Absence**

Madam Presiding Officer: Senator Mir Dostain Khan Domki has requested for the grant of leave for 13th February, 2026 during the 358th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

*(Leave was granted)*

Madam Presiding Officer: Senator Sarmad Ali has requested for the grant of leave from 9th to 13th February, 2026 during the 358th Session due to visit abroad. Is leave granted?

*(Leave was granted)*

Madam Presiding Officer: Senator Naseema Ehsan has requested for the grant of leave from 6th to 13th February, 2026 during the 358th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

*(Leave was granted)*

Madam Presiding Officer: Senator Mohammad Ishaq Dar has requested for the grant of leave for 24th February, 2026 during the current Session due to the official visit abroad. Is leave granted?

*(Leave was granted)*

Madam Presiding Officer: Order No.03, Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control may move Order No.03.

ان کے behalf پر کوئی کر رہا ہے؟ جی، سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔

**Presentation of Report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control under Rule 195 regarding non-recovery of Priya Kumari and non-resolution of the case of death of Mr. Naresh in District Sujawal, Sindh**

Senator Muhammad Talha Mehmood: I, on the behalf of Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, present report of the Committee on a point of public importance raised by Senator Danesh Kumar on 5th December, 2025, regarding non-recovery of Priya Kumari and non-resolution of the case of death of Mr. Naresh in District Sujawal, Sindh.

Madam Presiding Officer: Report stands laid. Thank you Senator sahib. Order No.04 is a Calling Attention Notice, mover is not present and the Minister also requested for deferral. So the Order No.04 stands deferred. Actually, Calling Attention Notice

کو mover کی ضرورت ہوتی ہے، سینیٹر صاحب report تو lay ہو سکتی ہے لیکن اس کے لیے ممبر صاحب کو خود ہونا پڑے گا۔ وہ ہیں نہیں۔

Order No.05, Senator Zamir Hussain Ghumro, please raise the issue.

**Calling Attention Notice by Senator Zamir Hussain Ghumro regarding the frequent fatal accidents on National Highway in Sindh due to lack of safety measures**

Senator Zamir Hussain Ghumro: My Calling Attention Notice regarding recent more than 40 people have died in accident on National Highway of Sindh.

National Highway and Police کی جانب سے کوئی safety measures نہیں لیے گئے۔ گزشتہ دو ہفتوں میں 40 سے زیادہ افراد accident میں اپنی جان گنوا بیٹھے ہیں۔ یہ بہت serious issue ہے کہ سندھ کی National Highway پر اتنے accidents ہوتے ہیں۔ وہاں پر Police and National Highway Authority کا کوئی control نہیں ہے اور crime بھی ہوتا ہے لیکن Police present نہیں ہوتی۔

جناب والا! میں منسٹر صاحب کی attention اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر security and safety measures کیوں نہیں ہیں اور اتنے accidents کیوں ہو رہے ہیں؟ Province of Sindh کے دو portions ہیں جہاں سے

Sukkur تک traffic زیادہ ہوتی ہے۔ بعد میں پورے پاکستان کو branch out ہو جاتی ہے unfortunately وہاں پر motorway بھی نہیں ہے لیکن high road پر بھی انہوں نے safety نہیں رکھی ہے۔ یہ Province کے ساتھ کیسا treatment ہے کہ Federal Government executive authority has to be exercised in the interest of that Province under Article 148 of the Constitution یہ کیوں وفاقی حکومت ہمیں step- motherly treatment دے رہی ہے؟ میں منسٹر صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر آپ کون سے steps لینا چاہتے ہیں؟ اس مہینے میں 40 سے زیادہ لوگ اپنی جان گنوا بیٹھے ہیں۔ بہت شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

**Senator Syed Waqar Mehdi**

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ، چیئرپرسن صاحبہ! میں بھی اسی issue پر بات کرنا چاہ رہا تھا کہ صوبہ سندھ کے اندر National Highways and Super Highways کی صورت حال بہت ہی زیادہ دگرگوں اور خراب ہے۔ اگر آپ کراچی سے Super Highway پر سفر کریں تو ڈیڑھ ڈیڑھ کلومیٹر کا area patch کے نام پر repairing کے نام پر بند کر دیا جاتا ہے اور اس کی diversion بھی maintain نہیں کی جاتی، کچے کے اندر گاڑیاں اُلٹ جاتی ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں Super Highway پر حادثہ ہوا wrong side سے گاڑی آئی اور جا کر ٹکرا گئی جس میں متعدد قیمتی جانیں چلی گئیں۔ اس کے بعد ایک اور سانحہ ہوا پھر ایک oil tanker اُلٹ گیا جس میں پچاس ہزار لیٹر تیل بہہ گیا۔ پولیس صرف چالان کے لیے نظر آتی ہے لیکن لوگوں کی safety کے لیے موجود نہیں ہوتی۔

اگر آپ حیدر آباد سے سکھر تک سفر کریں تو National Highway کی دونوں طرفہ دو رویہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ ٹنڈو بستی کے بعد خیرپور میں ایک بڑا سانحہ ہوا ہے۔ وہاں پر overloading and over speeding پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ لوگوں کی جانیں compromise ہو رہی ہیں۔ وہاں پر traffic چل رہی ہے Motorway Police کی توجہ نہیں ہے۔ National Highway Authority road کو maintain نہیں کرتی۔ سندھ کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیوں ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔

اس کے علاوہ میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سندھ کی مدد سے یا contribution دے جس میں جامشورو سے سہون road جو 2017 سے زیر تعمیر ہے اور اب تک پوری نہیں ہوئی۔ میں بار بار یہ بات اٹھاتا ہوں کہ مانجھن سے آگے کی طرف جائیں پچیس سے تیس کلومیٹر کا ایریا بننے کے لیے آج بھی باقی ہے۔وہاں پر متعدد accidents ہوتے ہیں کیونکہ کئی جگہ road single ہو جاتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ سندھ حکومت اپنا share حکومت پاکستان کو دی چکی ہے۔ حکومت پاکستان اس road کو جلد تعمیر کرے تاکہ لوگوں کی جانیں محفوظ ہو سکیں کیونکہ صوبہ سندھ نے ہی منصوبہ double road کرنے کے لیے دیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ صوبہ سندھ کے projects میں توجہ دی جائے۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ Hyderabad-Sukkur Motorway کی کیا position ہے اس پر کام کب تک شروع ہوگا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب۔

**<u>Dr. Tariq Fazal Chaudhary (Minister for Parliamentary Affairs)</u>**

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے میں وضاحت کر دوں کہ National Highway پاکستان بھر میں motorways and roads کی safety measures, off course لیے جاتے ہیں وہ یکساں ہیں۔اس میں قطعی طور پر تقسیم نہیں ہے کہ National Highways ایک صوبے Punjab یا KP میں fall کرتے ہیں۔ وہاں پر ہم safety measures کو ensure کر رہے ہیں، سندھ میں fall کرتے ہیں اس میں کوئی discrepancy ہے۔

سب سے پہلے تو میں اسے deny کر دوں کہ ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے۔ حادثات unfortunately تمام صوبوں میں ہوتے ہیں جو کہ بڑا unfortunate ہے۔ میں بھی معزز سینیٹر صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ حادثات میں deaths ہیں اگر ہم ان کا comparison to the other countries دیکھیں تو ہمارے numbers تھوڑے زیادہ ہیں۔اگر specifically میں Sindh کی بات کروں تو اس وقت National Highway 936 kilometre road کی Sindh کے اندر fall کرتے ہیں۔

اس میں covers major road network including M-9, N-5 and N-55 اب جو measures لیے جاتے ہیں safety کو ensure کرنے کے لیے خاص طور پر جس roads کی میں نے بات کی ہے یہاں پر round the clock

کی National Highway سے حساب کے اس لٰہذا ہے، area لمبا کافی چونکہ کہ ہے یہ میں اس اب ہوتی ہے۔ patrolling

preference ہے کہ accidents کے control کے لیے round the clock patrolling ہو۔اس کے علاوہ round

the year مختلف safety education کے لیے courses کرائے جاتے ہیں seminars ہوتے ہیں massive road

safety campaigns ہوتی ہیں۔

یہ چاروں صوبوں اور یقیناً Sindh کے لیے بھی ہوتی ہیں۔اسی طرح maximum patrolling during rush

hours بڑھائی جاتی ہے تاکہ حادثات کو کم سے کم کیا جائے۔اس مرتبہ ہم نے نیا کام شروع کیا ہے جناب چیئرپرسن صاحبہ وہ یہ ہے کہ اس سے

پہلے صرف جرمانے ہوا کرتے تھے اور وہ جرمانہ ساڑھے سات سو روپے ہوتا تھا۔ ابھی ہم نے جرمانے کی رقم بڑھائی ہے تاکہ لوگوں کو

discourage کیا جاسکے۔ (جاری۔۔۔T07)

**T07-24Feb2026 Tariq/Ed: Waqas. 12:30 pm**

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری۔۔۔(جاری)۔۔ابھی ہم نے جرمانے کی رقم بڑھائی ہے تاکہ لوگوں کو discourage کیا جاسکے اور وہ رقم

2500 کی گئی ہے، اس کے علاوہ اب اگر کوئی over speeding 140/150 کرتا ہے تو اس گاڑی کو تھانے میں بند کیا جاتا ہے اور یہ

پاکستان میں پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ FIR کے بعد اس گاڑی کو بند کیا جاتا ہے۔ یہ بھی deterrence کے لیے ہے کہ لوگ تیز رفتاری سے گریز

کریں۔

اس بعد دنیا میں یہ ایک practice تھی کہ تیز رفتاری پر licence cancel ہوتا تھا۔ جناب اگر ایک شخص بہت ہی قیمتی گاڑی

موٹروے پر دوڑا رہا ہے اور اسے اگر آپ دو ہزار روپے جرمانہ بھی کر دیں تو شاید اسے فرق نہ پڑے لیکن پاکستان میں پہلی مرتبہ ہم نے یہ

introduce کیا ہے کہ ان کے خلاف FIR بھی دیتے ہیں اور ان کے licence cancel کرتے ہیں۔ Licence cancel ہونا ایک

ایسا threat ہے کہ جس سے اب لوگ over speeding سے بہر حال بہت زیادہ پرہیز کر رہے ہیں۔ یہ جو چند اقدامات ہیں ہم اس وقت

ان پر چل رہے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ ہمیں امید ہے کہ international standards and practices کو ہم یہاں پر

implement کر رہے ہیں اس کی وجہ سے ان حادثات میں نمایاں کمی واقع ہو گی اور سندھ کے جن چند واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اس میں بھی

ان شاءاللہ تعالیٰ نمایاں کمی واقع ہو گی۔ شکریہ۔

Madam Presiding Officer: The calling attention notice is disposed of. Yes Senator Kamran Murtaza.

## Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding redressal of the grievances of the victims of Islamabad Katcheri bomb blast

سینیٹر کامران مرتضیٰ: شکریہ، میڈم چیئرپرسن صاحبہ۔ معلوم نہیں کہ اعظم نذیر تارڑ صاحب ایوان میں بیٹھے ہیں یا چلے گئے ہیں، ان سے متعلق میں نے ایک بات کرنی تھی وہ اگر نزدیک ہیں یا آس پاس ہیں تو آ جائیں۔ میڈم ایسا ہے کہ اسلام آباد کچہری میں دھماکہ ہوا تھا اور اس میں بہت سے لوگ شہید ہوئے اور زخمی بھی ہوئے تھے جس میں وکلاء حضرات بھی ہیں۔ جو شہداء یا زخمی ہیں وہ اتنے امیر نہیں ہیں، بڑے بڑے وکیلوں جتنے ان کے پاس وسائل نہیں تھے۔ ان کے پاس جو چھوٹی موٹی سواریاں تھیں وہ بھی پولیس نے قبضے میں لے لی ہوئی ہیں اور ان کے خاندان والے ان سے بھی محروم ہیں کہ جب تک case trial ہوگا اور وہ چیزیں exhibit ہوں گی اس کے بعد وہ انہیں return ہوں گی۔

مجھے کہنا یہ تھا کہ اب تک ان کو compensation نہیں مل پائی، اب تک وہ خاندان اس حوالے سے تکلیف میں ہیں اور چونکہ وہ میرے، تارڑ صاحب کے، رانا ثناء اللہ صاحب کے، شہادت اعوان صاحب کے ہم پیشہ ہیں اور بھی بہت سے ہمارے ساتھی بیٹھے ہیں اس لیے ہمارا یہ دکھ یہاں پر دگنا ہو جاتا ہے اور اسلام آباد تو حاکموں کا شہر ہے، حاکموں کے شہر میں اگر غریب غربا کو کچھ نہ ملے، ویسے بھی ہم جیسے غریب صوبے کے لوگوں تک نہیں پہنچتا تو کم از کم تارڑ صاحب اس معاملے کو address کریں، اس معاملے کو حل کروائیں، وکلاء کے خاندان میں جو کوئی زخمی ہیں یا خدانخواستہ تکلیف میں ہیں یا جو شہداء ہیں اور ان کے جو articles ہیں وہ انہیں return کروائیں۔ شکریہ۔

میڈم پریزائیڈنگ آفیسر: جی تارڑ صاحب۔

### Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت شکریہ، میں کامران صاحب کی تصحیح کر دوں کہ اسلام آباد حاکموں کا شہر ہوتا ہوگا، اب تو یہ خادموں کا شہر ہے اور ہم خدمت ہی کر رہے ہیں، آپ تک نہیں پہنچ پا رہی، میں ensure کروں گا کہ آپ تک بھی اس کے اثرات آئیں۔ اس طرح کی بات نہیں ہے۔

یہ ایک سنجیدہ معاملہ تھا، جب یہ unfortunate occurrence ہوئی تو میں بھی سب سے پہلے پہنچنے والے لوگوں میں شامل تھا، ہماری ذمہ داری تھی۔ وزیر داخلہ موقع پر پہنچے، اس کے بعد ہم لوگ ہسپتال میں رہے، we ensure کہ جو زخمی ہیں ان کے طبّی معاملات

ٹھیک چلیں۔ ایک unfortunate شہادت ہوئی جو کہ سپریم کورٹ کے young وکیل تھے اور انہیں کچھ روز پہلے ہی سپریم کورٹ کا لائسنس ملا تھا۔ ہمارے لیے سپریم کورٹ کا لائسنس لینا بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے کیونکہ اگر ملک میں لگ بھگ تین لاکھ وکلاء ہیں تو سپریم کورٹ کے وکلاء کی تعداد آج بھی چار سے ساڑھے چار ہزار ہے۔ ان کی شہادت ہوئی بلکہ اسی سلسلے میں اندر دوستوں کو reception اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرکے آ رہے تھے۔ ان کے لیے تو اسی وقت ہم through Bar Bodies, Ministry Law and Justice نے وزیراعظم صاحب کی ہدایت پر ان تک پہنچ گئے تھے اور وہ سارا ہوا، باقی بھی بہت سے لوگوں کو جو اس وقت زخمی تھے انہیں بھی طبّی امداد کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ compensation دی گئی۔ ایک wholesome package جو کہ Government policies کے مطابق ہے وہ بھی Prime Minister صاحب کی ہدایت پر approve ہو گیا۔ میں صرف یہ ensure کرکے آپ کو ایک آدھ دن میں بتا دوں گا کہ اس میں سے کتنی distribution or disbursement ہو گئی ہے، کتنی ہونی ہے اور کب تک ہو جانی ہے ان شاءاللہ۔ یہ ہماری ذمہ داری بھی ہے اور یہ ایک بہت بڑا واقعہ تھا اس میں آپ کو کوتاہی نظر نہیں آئے گی۔

Madam Presiding Officer: thank you. We will now resume the discussion from yesterday. Senator Poonjo Bheel.

**<u>Further discussion on the point raised by Senator Sherry Rehman regarding calls for creation of Karachi Province</u>**

**<u>Senator Poonjo</u>**

سینیٹر پونجو: بہت شکریہ، چیئرپرسن صاحبہ! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ میرے tenure میں آپ کو میں پہلی بار Chair کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور بہت اچھا لگ رہا ہے۔ کافی سینیٹرز Chair کرتے ہیں لیکن ان میں سے آپ کا رویہ بہترین ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقی دے، ہم آپ کے لیے دعا گو ہیں۔

چیئرپرسن صاحبہ، کچھ روز پہلے کراچی کے ایک شخص نے جو پاکستان کی ایک Constitutional post پر بیٹھا ہوا ہے، جس کے پاس ایک منصب ہے، اس نے Constitution کی violation کرتے ہوئے ایک بیان جاری کیا جس سے سندھ کے تقریباً ساڑھے چھ کروڑ عوام کو دلی صدمہ پہنچا ہے اور ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جس طریقے کی اس نے language استعمال کی وہ سندھ کے لوگوں اور پاکستان کے لوگوں کے ساتھ کیونکہ اس وقت پاکستان بہت پریشانی میں ہے اور ہماری law enforcement agencies

اور ہماری پاک افواج نے دشمن ملک کے ساتھ جس طرح سے جنگ کی اور ہم کامیابی حاصل کر چکے ہیں اس وقت اس نے جو بیان دیا ہے، اور اس وقت اس نے پاکستان میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی ہے وہ پاکستان کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو گا۔

میں اس ایوان سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ سندھ تاریخی طور پر ایک ملک تھا، سندھ کسی کے ماتحت نہیں تھا، میر نصیر خان ملک سندھ کا وزیراعظم تھا جس نے بہتر طریقے سے revenue بنایا، ملک کو بہتر طریقے سے ترقی دی لیکن جب میانی کی جنگ ہوئی اس کے بعد جب سندھ پر قبضہ ہوا اور انگریز آئے تو اس سلسلے کو دیکھتے ہوئے اللہ بخش سومرو صاحب نے انگریزوں سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ایک partner اور وفادار کے طور پر چلنا چاہتے ہیں اور انہوں نے جب commitment کی تو ہم سندھی لوگ جو کہ اعتماد کرنے والے لوگ ہیں، کیونکہ ہم تو قلندر کی دھرتی اور شاہ لطیف کی دھرتی کے لوگ ہیں، ہم تو اعتماد اور یقین کرنے والے لوگ ہیں اس لیے ہم نے یقین کیا۔ اسی زمانے میں اللہ بخش سومرو صاحب نے اعتماد کرتے ہوئے انگریز کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ ہم اپنے ملک کو اچھے طریقے سے بنائیں گے اور مضبوط طریقے سے رہیں گے لیکن اس کے بعد یہ ہوا کہ جو انگریز کالونی تھی، یہ ان کی شروع سے ہی نفسیات تھی اور انہوں نے ہمارے سندھ کو Bombay Presidency میں دے دیا لیکن سندھی لوگ احتجاج کرتے رہے، اپنا کیس مضبوط کرنے کے لیے لڑتے رہے لیکن آخر میں یہ ہوا کہ وہی سندھ سندھیوں کے پاس رہا، وہی سندھی تھے جن کے زمانے میں سندھ کی سرحدیں چکوال، ملتان، لاہور اور گجرات تک ملتی تھیں۔ پاکستان کو بنانے کے لیے سندھ کے ان 26 خاندانوں کے لوگ جس میں آپ کا خاندان بھی ہے، سیف اللہ دھاریجو صاحب کا خاندان بھی ہے اور ہمارے نبیل گبول صاحب کے والد صاحب بھی ہیں، چانڈیو صاحب بھی ہیں اور حیدرآباد کے شاہ میراں احمد شاہ کا خاندان بھی ہے، انہوں نے اس زمانے میں قرارداد پیش کی اور پاکستان کو جنم دیا۔ پاکستان بنانے والے یہ سندھ کے لوگ تھے جنہوں نے پاکستان بنایا اور مضبوط کیا۔

لوگ ایک جگہ سے migration کر کے آئے تو ہم نے انہیں خوش آمدید کہا، بھائیوں کی طرح ان کا استقبال کیا لیکن انہوں نے جو تعصّبانہ بات کی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور آج اس floor سے کہتے ہیں کہ سندھ ہماری ماں ہے اس کا بٹوارہ ہمیں کسی قیمت پر قبول نہیں ہو گا۔ ہم تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو، سندھی، بلوچ، پشتون اور تمام زبانیں بولنے والے لوگوں کو جو سندھ میں بستے ہیں انہیں گلے لگاتے ہیں اور اپنا بھائی سمجھتے ہیں، ہم ساتھ رہنا چاہتے ہیں لیکن discrimination نہیں ہونی چاہیے کیونکہ سندھ کے ساتھ جو کیا جا رہا ہے جو انگریز کی پالیسی تھی وہ colonies policy تھی جنہوں نے قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی وہ ہمیں کسی قیمت پر قبول نہیں ہے۔

ہم اس floor سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ خدارا پاکستان کو جس طریقے سے ہمیں مضبوط کرنا ہے تو ہمیں اس طرح کی چیزوں کو ختم کرنا ہوگا۔ آپ جو گنگا جمنا سے آئے اور یہاں آباد ہوئے، ہم نے تو آپ کو اپنا بھائی سمجھا، آپ کو پیار دیا، ہم نے دیگیں اتار کر آپ کا استقبال کیا لیکن یہ سلسلہ کب تک چلے گا۔ آپ سندھی بن کر رہیں، یہاں سے جو ہندو ہجرت کر کے گئے تھے لیکن میرے آباؤاجداد اور آپ کے آباؤاجداد نے پاکستان کی بات کی اور ہم آج بھی اس نسل پرستی کی بنیاد سے ہٹ کر ساتھ رہ رہے ہیں۔ ابھی اس وقت جو بھی صورت حال ہے اس میں جو ہم تمام لوگ رہ رہے ہیں وہ ایک ہیں۔ اس کے علاوہ کل میری ایک سینیٹر بہن نے یہاں بات کی کہ کراچی سندھ سیکریٹریٹ میں صرف سندھی ہیں۔

(جاری۔۔T-08)

**T08-24Feb2026 Mariam Arshad/Ed: Waqas 12:40 p.m.**

سینیٹر پونجو: (جاری۔۔۔۔) ہم سب ایک ہیں۔ اس کے بعد کل میری ایک بہن سینیٹر نے یہاں بات کی کہ کراچی Sindh Secretariat میں صرف سندھی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں جو بھی وہاں domicile رکھتا ہے جس کا domicile وہاں کا ہے، چاہے وہ بلوچ ہو، چاہے پشتون ہو، چاہے سندھی ہو، چاہے گلگتی ہو، چاہے کشمیری ہو لیکن صوبہ سندھ کا domicile رکھنے والے تمام لوگ برابر ہیں پھر اس Sindh Secretariat میں سندھی ہوں گے یا پھر آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہاں India سے یا Australia سے لوگوں کو بٹھائیں گے۔ وہاں کے جو لوگ جن کا Sindh domicile کا ہے وہی وہاں حکمرانی کریں گے، وہی وہاں افسر ہوں گے۔ ہم نے تو کبھی بات نہیں کی کہ Water Board میں کتنے ملازمین ہیں ہم نے تو تعصب نہیں کیا اور ہم آج بھی کسی کے ساتھ یہ تعصب نہیں رکھنا چاہتے تو آئیں پاکستان کو مضبوط کریں اور یہ باتیں چھوڑیں پاکستان کی ترقی کے لیے بات کریں۔ سندھ 70% revenue دیتا ہے، سندھ پاکستان کو دیتا ہے، سندھ پورے پاکستان کو پالتا ہے ہم اس کے بدلے میں جو لیتے ہیں۔ ہمیں جو NFC میں ملتا ہے لیکن ہم نے یہ بات کبھی نہیں کی کیونکہ ملک میں ہم تمام لوگ رہنے والے، ہماری سرحدیں دے کر ہم نے اپنا ملک بنایا ہے۔ مہربانی کر کے اس قسم کی تعصب کی باتیں نہ کریں، آئیں پاکستان کو مضبوط کریں، ہم پاکستان کو ایک table اور ایک page پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ہمایوں۔

**Senator Mohammad Humayun Mohmand**

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: میڈم پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ میں کل بھی بات کرنا چاہ رہا تھا as a doctor I will talk on Imran Khan's situation.

Madam Presiding Officer: We are right now in the debate on the resolution. I will come back to you because now we are in the middle of a debate. We will come back to you; we are in the middle of one agenda item. I will have to come back to you. Who is going to speak on this? Senator Khalida Ateeb.

**Senator Khalida Ateeb**

سینیٹر خالدہ اطیب: میڈم پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔آپ کو بہت مبارک ہو کہ آپ اس honourable Chair پر براجمان ہیں آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ایک topic کل سے discussion میں ہے کہ ایک قرارداد سندھ اسمبلی میں پیش کی گئی ہے وہ قرارداد totally پاکستان کے آئین اور قانون کے منافی ہے کیونکہ انتظامی یونٹ بنانا اس کا ذکر آئین میں موجود ہے۔ میں بار بار یہ بات کر رہی ہوں کہ ہم سندھ کو تقسیم کرنے کی بات نہیں کر رہے۔ سندھ میں ہم آئے ہیں، ہمیں اگر سندھ میں رہنے کا موقع ملا تو ہم اپنے حصے کا پاکستان لے کر آئے تھے کیونکہ Nehru-Liaquat Pact جو متروکہ سندھ کے حوالے سے ایک معاہدہ ہوا تھا اور اس معاہدہ میں یہ ہوا تھا کہ جو ہندو یہاں سے migrate ہو کر ہندوستان جائیں گے انہیں وہ زمینیں جو وہاں سے مہاجرین سندھ میں آئیں گے۔۔۔ مجھے میری بات کرنے دیں میں نے آپ کی بات میں interrupt نہیں کیا۔ اس لیے پہلے میری بات سنیے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، جو ہندو یہاں سے migrate ہو کر ہندوستان گئے تھے یہ طے پایا تھا کہ وہ جائیدادیں جو مہاجرین وہاں سے چھوڑ کر آئیں گے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی گئی)

سینیٹر خالدہ اطیب: میں اپنی بات کا تسلسل وہیں سے شروع کروں گی جہاں سے میں نے چھوڑا تھا۔ تو میں آپ کو بتا رہی تھی کہ جب Nehru-Liaquat Pact ہوا اس میں یہ بات طے پائی تھی کہ جو مہاجرین ہجرت کر کے ہندوستان سے پاکستان آئیں گے انہیں ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی زمینیں دی جائیں گی اور ہندو جو یہاں سے ہجرت کر کے جائیں گے انہیں وہ زمینیں دی جائیں گی جو

مہاجرین چھوڑ کر آئے ہیں لیکن اس چیز پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو یہاں رہنے کے لیے جگہ دی تو تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ میں یہ بات اپنے طور پر نہیں کہہ رہی تاریخ کے صفحات کھول کر دیکھ لیں کہ وہ زمینیں مہاجرین کو نہیں دی گئیں جس کی وجہ سے مہاجرین میں ایک کسمپرسی کا عالم رہا۔ انہوں نے جو قربانیاں دیں ہم اب اگر تاریخ کے اوراق کو الٹیں گے تو بات بہت دور تک چلی جائے گی ابھی فی الحال انہی معاملات پر اگر بات ہو رہی ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ قرارداد پیش کی گئی اور اس قرارداد میں ان کے دلوں میں جو خرابیاں ہیں یا بغض ہے یا یہ چاہ رہے ہیں کہ سندھ کو تقسیم کیا جائے۔ ہم نے تقسیم کرنے کی بات کبھی نہیں کی اور نہ ہم تقسیم چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کی وحدت قائم رہے، ہم نے پاکستان بنایا، ہم کیسے پاکستان کو تقسیم کر سکتے ہیں، ہم کیسے اپنے آپ کو غلط معاملات میں ڈال سکتے ہیں۔ میرا آپ سے کہنا یہ ہے کہ ہم نے وحدت کو تقسیم نہیں کیا بلکہ وحدت کو تقسیم کیا گیا۔ میں اگر پچھلے اوراق پلٹوں گی تو پھر تاریخ میں وہ تمام چیزیں سامنے آئیں گی کہ کس طرح تقسیم کے معاملات ملکی پیمانے پر ہوئے، کس طرح پاکستان کو تقسیم کیا گیا، کس طرح ہم ادھر تم ادھر کا نعرہ لگایا گیا۔ وحدت کو تقسیم کرنے کی باتیں یہ ہوتی ہیں۔ ہم نے تو سندھ میں رہ کر انتظامی یونٹ بنانے اور حقوق دینے کی بات کی ہے Local Government Ordinance 140 Aاس کی implementationکی بات کی جا رہی ہے کہ اس کو implementکیا جائے۔ اس کو کیوں نہیںimplement کیا جا رہا؟140 A کو پورے طور پر نافذ کیوں نہیں کیا جا رہا؟ حقوق کو نچلی سطح پر کیوں منتقل نہیں کیا جا رہا؟ 18th Amendmentکیا ہے؟ 18th Amendmentمیں حقوق کو بتدریج نچلی سطح پر تقسیم کرنا ہے جب کہ حقوق نچلی سطح پر تقسیم نہیں ہوئے اگر حقوق نچلی سطح پر تقسیم ہو جاتے اور سب کو ان کے حقوق دے دیے جاتے تو بات یہاں تک نہیں پہنچتی۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر! میرا آپ سے اس معزز فلور پر کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نہ کبھی ہم نے تقسیم چاہی ہے اور نہ ہم تقسیم چاہتے ہیں۔ جن لوگوں نے تقسیم کی، جن لوگوں نے اکثریت کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا، جن لوگوں نے ادھر ہم ادھر تم کا نعرہ لگایا یہ تقسیم ہوتی ہے اس کو تقسیم کہا جاتا ہے کیونکہ:

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

میں اپنی بات کو ختم کرنے کی طرف آ رہی ہوں کہ قرارداد کو اتنا طول دیا جا رہا ہے اس قرارداد کی مخالفت ہر صورت میں کی جائے گی کیونکہ اس قرارداد کے پیچھے چھپی ہوئی جو ایک سازش ہے وہ سامنے آ رہی ہے۔ ہم اس کو condemn کرتے ہیں اور اس کی سختی سے مذمت کرتے ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ضمیر حسین گھمرو۔

**Senator Zamir Hussain Ghumro**

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: As far as Sindh is concerned کہ ہم سندھ کی کوئی division نہیں چاہتے میں اس کو welcome کرتا ہوں لیکن تاریخی طور پر جو باتیں کی ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ Indian partition کے بعد دو معاہدے ہوئے تھے ایک Inter-Dominion Agreement 1948 between India and Pakistan and Liaquat-Nehru Pact 1950. اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی لوگ effect ہوئے ہیں تو وہ واپس آ جائیں ان کو ان کی properties واپس دی جائیں گی۔ اس میں ایسا کوئی arrangement نہیں تھا کہ کسی بھی صوبے میں جو لوگ آئے ہیں۔

(جاری-----T09)

**T09-24Feb2026 FAZAL/ED: Shakeel 12:50 pm**

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: (جاری ہے-----) کہ کسی بھی صوبے میں جو لوگ آئے ہیں ان کو دوسروں کی ملکیتیں دی جائیں گی۔ اس میں کوئی ایسا provision نہیں تھا لیکن یہاں سندھ سے جو ہندو refugees گئے تھے ان کو بھی وہاں کوئی ایسی چیز نہیں ملی تھی۔ یہ on the record ہے تو یہ بے بنیاد ہے۔ دو agreements ہوئے تھے، Inter-Dominion Agreement 1948 and Liaqat-Nehru Pact 1950 اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں چیلنج کرتا ہوں کہ Transfer of Population ہوگی اور Transfer of Population کے بعد ان کو Property دی جائے گی۔ This is nowhere written.

نمبر دو جو میڈم نے بات کی کہ "اِدہر ہم، اُدہر تم"، یہ نعرہ پاکستان پیپلز پارٹی نے نہیں لگایا تھا۔ اس کی تاریخی طور پر پہلے ہی تردید اس اخبار کے Editor نے کر دی تھی۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے 1970 میں جو بات کی تھی، اسے غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے دو مطالبے کیے تھے کہ 1969 کا جو LFO (Legal Framework Order) تھا، اس کے تحت جو Elections ہوئے تھے، اس میں یہ شرط تھی

کہ چار مہینے میں Assembly آئین بنائے گی.otherwise it shall stand automatically dissolved تو شہید بھٹو نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اس کی مدت ایک سال تک بڑھائی جائے کیونکہ آئین چار مہینے میں نہیں بن سکتا۔

شہید ذوالفقار علی بھٹو کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ آئین Two-Third Majority سے بنایا جائے، جسے عوامی لیگ اور یحیٰی خان نے قبول نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آئین ہمیشہ Two-Third Majority سے بنتا ہے، امریکہ میں دیکھیں، یہاں دیکھیں، پاکستان میں بھی آئین simple majority سے نہیں بنتا۔ وہ ایک صوبے کا آئین ہوتا ہے اور صوبوں کی برابری کی بنیاد پر بنتا ہے۔ Third June Plan کے تحت یہی لکھا ہوا ہے کہ صوبے Constituent Assembly بنائیں گے اور وہی Federation کے لیے Constitution تشکیل دے گی۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: کھمرو صاحب! جلدی کریں۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: تو میرے خیال میں اس حوالے سے میڈم نے جو باتیں کی ہیں سوائے اس کے کہ ہم نہیں چاہتے لیکن لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے آئین کے Article 140 (A) کا سب سے بڑا نکتہ یہ ہے کہ Each Province shall establish a Local Government System and devolve financial, political and administrative authority and responsibility to the elected representatives of the Local Government. اس آرٹیکل کی interpretation کے لیے ان کی جماعت سپریم کورٹ آف پاکستان میں گئی۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا۔ اس کے parameters کے تحت حکومت سندھ نے اس Law کو amendment کیا، سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق۔ سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ Local Government کوئی parallel government نہیں ہوتی۔ اسے Provincial Assembly قائم کرتی ہے اور اسی کے دائرۂ اختیار کے اندر کام کرتی ہے۔ سندھ میں Local Government ایک بااختیار نظام ہے، لیکن یہ مطالبہ کہ Local Government کو Provincial Government یا Federal Government کے اختیارات دے دیے جائیں، آئین میں کہیں درج نہیں ہے۔

اسی طرح Local Government کے اپنے taxes ہوتے ہیں۔ اسے نیشنل فنانس کمیشن (NFC) سے براہِ راست کوئی share نہیں ملتا بلکہ grants ملتی ہیں، جو Provincial Government دیتی ہے۔ اگر Local Government کو

مضبوط کرنا ہے تو اسے اپنے resources دینے ہوں گے۔ سندھ واحد صوبہ ہے جہاں Local tax property Governmentکو دیا گیا ہے تاکہ اسے strengthen کیا جاسکے،اورمزید taxes بھی دیے جائیں گے۔ .Thank you

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر سرمد۔

**Senator Sarmad Ali**

سینیٹر سرمد علی: شکریہ، میڈم چیئرپرسن! میں میڈم کی ایک بات کو clarify کرنا چاہوں گا اور جو ضمیر بھائی نے کہی اس کو آگے بڑھانا چاہوں گا۔ میرا تعلق میڈیا سے ہے اور مجھے پتا ہے کہ یہ جو "اِدہر ہم اُدہر تم" والی جو بات ہے۔ میرا خیال ہے یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ مجھے اس کا علم ہو گا۔ لاہور سے ایک اخبار چھپتا تھا جس کا نام تھا "آزاد"۔ عباس اطہر صاحب اس کے نیوز ایڈیٹر تھے۔ بھٹو صاحب کراچی نشتر پارک میں تقریر کر رہے تھے اور وہاں پر بھٹو صاحب نے جو کہا تھا وہ یہ کہا تھا کہ مغربی پاکستان میں ہمیں اکثریت حاصل ہے اور مشرقی پاکستان میں تمہیں اکثریت حاصل ہے۔ ہمیں مل کر آئین سازی کرنی ہے۔انہوں نے یہ کہیں نہیں کہا تھا کہ "اِدہر ہم اُدہر تم"۔

(مداخلت)

Madam Presiding Officer: Senator Sahiba, no cross talk please.

سینیٹر سرمد علی: عباس اطہر صاحب نے اپنی creative interpretation کرتے ہوئے اس کی وہ headlineدے دی تھی اور عباس اطہرas on recordان کے بے شمار interviewsموجود ہیں جن کے اندر وہ کہتے ہیں کہ اس غلطی کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ یہ مجھ سے ایک بہت فاش غلطی ہوئی تھی جس کی وجہ سے لوگوں نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے اوپر الزام لگانے شروع کر دیے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے کہیں نہیں یہ کہا تھا کہ جی اُدہر تم بنگلہ دیش بناؤ، اِدہر ہم پاکستان بنائیں گے۔ یہ بات recordپر ہونی چاہیے اور اس قسم کی گفتگو میرے خیال میں بند کر دینی چاہیے۔

ایک اور چیز جو ابھی بات کی۔ دیکھیں! بھٹو صاحب نے basicallyجو کہا تھا وہ یہ کہا تھا کہ جی two-third majorityسے آئین بننا چاہیے۔ Simple majorityسے اگر آئین بنتا تو وہ چھ نکات کے اوپر آئین بنتا۔ میرے خیال میں یہاں کسی نے چھ نکات کو studyنہیں کیا ہو گا اور دیکھا نہیں ہو گا کہ اس کی implicationsکیا ہیں۔ اگر ہم اس کو بیٹھ کے دیکھ رہے ہوتے نا تو آج دو ملک نہ ہوتے،

پانچ ملک ہوتے۔ ہمیں ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ اس کے اوپر الٹے سیدھے الزامات لگائیں۔ وہ شخص جو تھا وہ پاکستان کو بچانے والا شخص تھا۔ وہ پاکستان کا محافظ تھا اور اس نے پاکستان کو بچایا۔ اس کا شکریہ ادا کریں اور جا کر اس کی قبر پر روز فاتحہ پڑھیں اور پھر بھی آپ لوگ اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکیں گے۔ مہربانی۔

Madam Presiding Officer: Thank you. This discussion now stands closed. Yes, Senator Sherry Rehman.

**<u>Senator Sherry Rehman</u>**

Senator Sherry Rehman: Thank you, Madam Chairperson. Really good to see a young woman on the seat.

مگر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بہت سارے ممبران اس پر ضرور بات کرنا چاہیں گے۔ لیکن frankly ابھی جو سینیٹر سرمد نے wind up کیا ہے، انہوں نے ہم سب کے views کی عکاسی کی ہے اور issue اب یہ ہے کہ یہ ایک non-issue بن چکا ہے۔ It is not possible to divide Sindh or any province without a two-thirds majority. تو بہتر ہے کہ اب یہ غیر آئینی بحث ختم ہو جائے۔ I want to thank all our members جنہوں نے اس پر بات کی اور ان کا بھی جو ہمارے member نہیں ہیں۔ مگر اب یہ بحث یہاں ختم کریں کیونکہ یہ non-issue ہے اور یہ ممکن نہیں ہے۔ اب پسِ پردہ بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہماری اس وقت یہ کوشش ہے کہ سینیٹر پلوشہ ایک قرارداد پیش کرنا چاہ رہی ہیں۔ اس کے بعد آپ انہیں اس کی اجازت دے دیں۔

Madam Presiding Officer: Yes, first Leader of the Opposition.

**<u>Point of Order raised by Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition, regarding suspension of live telecast and web telecast of the House Proceedings</u>**

سینیٹر راجہ ناصر عباس: شکریہ، چیئرپرسن! آپ کو مبارک ہو کہ ماشاء اللہ آپ اس نشست پر بیٹھی ہیں جو پاکستان کے سب سے بڑے ایوان کی نشست ہے اور جو پاکستان کی فیڈریشن کی نمائندہ ہے۔ میں دو باتیں کروں گا۔ ایک تو یہاں سے جو کارروائی براہِ راست نشر ہوتی ہے وہ بند ہیں۔ ایک چیز لکھی ہے، میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

"Honorable Chairperson, I rise on a point of order under the Rules of Procedure of the Senate of Pakistan. Sir, the live telecast and webcast of the proceedings of the house have been suspended without any approval or prior

information to the House. This directly affects parliamentary transparency and the right of the public to know. It has also been observed that sometimes the live streaming is partially suspended for certain periods or only for parts of the proceedings. This inconsistent coverage raises questions about the reason behind such interruptions and further undermines the public's access to parliamentary business. Madam Chairperson, the Senate is a constitutional body, and withholding or partially restricting live coverage restricts Senators' privileges and undermines the dignity of this House. I therefore, seek clarification:

Who ordered the suspension or partial suspension?

Under what authority was this action taken?

Why the live telecast is sometimes interrupted for only a part of the proceedings?

I request that the live telecast and webcast be restored immediately and the concerned authorities be directed to explain this action to the House. Madam Chairperson, I seek your ruling."

Madam Presiding Officer: Thank you, Leader of the Opposition. Yes, Minister, please tell us.

**Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice**

Senator Azam Nazeer Tarar: Madam Chairperson, this is the exclusive domain of the Senate of Pakistan, the government has nothing to do with it. I believe the competent authority is the Chairman of the Senate, who is not here.

اگر اس پر کوئی ruling آنی ہے تو وہ چیئرمین سینیٹ ہی دیں گے۔ with all legal powers, which is appropriate and apt. However, جتنا مجھے نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کی working کا علم ہے اور ہم لوگ بھی ان meetings میں بیٹھتے ہیں۔ ہم Business Advisory Committee میں بھی بار بار یہ بات کرتے ہیں کہ freedom of expression is a

اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ لیکن اسی آرٹیکل میں اس کی کچھ حدود و قیود بھی متعین کر دی گئی ہیں۔ fundamental right,

جن کے subjects ہمیں وہ lines cross نہیں کرنی ہوتیں اور اسی لیے وہ As responsible parliamentarians

بارے میں آئین کہتا ہے کہ Parliament کے floor پر بھی discuss نہیں ہوں گے، جب وہ زیرِ بحث آتے ہیں تو اس میں شروع

سے ایک روایت رہی ہے کہ وہ گنجائش رکھی جاتی ہے کہ even جو text release کیا جاتا ہے، اس میں بھی Chair کے پاس یہ

اختیارات ہیں کہ وہ انہیں expunge or remove کرکے آپ تک provided کیے جاتے ہیں۔ بہر کیف، میں صرف اتنا عرض

کروں گا کہ اس پر اگر کوئی ruling آنی ہے یا کسی قسم کا statement جاری ہونا ہے تو وہ Chairman Office کرے گا، یہ کسی

اور کا domain نہیں ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی، بلوشہ بی بی۔ (جاری ہے-----T10)

**T10-24Feb2026 Rafaqat Waheed/Ed: Iram 1:00 pm**

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی پلوشہ بی بی۔

**<u>Motion for suspension of Rules by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan in order to move a resolution</u>**

Senator Palwasha Mohammed Zai Khan: Madam Chairperson, thank you. I hereby move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that the requirements of Rules 26, 29, 30 and 131 of the said Rules be dispensed with in order to enable the House to move and pass a resolution.

Madam Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Madam Presiding Officer: Please move the resolution.

## Resolution moved by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan regarding condemnation of Israeli violations of the ceasefire agreement and recent statements made by the Israeli Prime Minister

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: چیئرپرسن صاحبہ! آپ کی اجازت سے میں دو لفظ کہہ دوں۔ یہ قرارداد اس اہم وقت پر متفقہ طور پر دونوں sides سے پیش کی جارہی ہے۔ کل نریندر مودی اسرائیل جانے کے لیے پر تول رہا ہے۔ نیتن یاہو نے اتوار کو ایک بیان دیا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ وہ سنی اور شیعہ axis اور انتہاپسندی کے خلاف بھارت کے ساتھ مل کر ایک alliance بنارہا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سنی اور شیعہ کچھ بھی نہیں ہیں، سب کلمہ گو ہیں۔ جس دن بھارت کا مودی اور نیتن یاہو یہ alliance بنائیں گے تو اس سینیٹ آف پاکستان کی طرف سے پورے پاکستان کی آواز ہے کہ ہم ڈٹ کر اس کی مخالفت کریں گے۔ ہم تمام شیعہ، سنی یا کوئی بھی اور کلمہ گو اس alliance کے خلاف اسرائیل اور بھارت کو دن میں تارے دکھادیں گے۔ یہ بات نیتن یاہو اور اس کا بغل بچہ مودی کان کھول کر سن لیں۔ اب میں آپ کی اجازت سے قرارداد پڑھتی ہوں:

The Senate of Pakistan condemns in the strongest possible terms the Israeli occupying power's continued violations of the ceasefire agreement in Gaza along with Israel's Prime Minister Netanyahu's statement on 21st February 2026 regarding Israel's intention to forge a regional alliance comprising of India and other countries to counter radical Shia axis and emerging radical Sunni axis as well as its blatant disregard of international law, the UN Charter, relevant UN General Assembly and Security Council resolutions, as well as the advisory opinion of the International Court of Justice.

The Senate of Pakistan takes strong exception to the vile proclivity of the leadership of the Israeli occupying power towards diminishing the unity and the integrity of the Muslim Ummah on political and ideological grounds.

The Senate of Pakistan rejects any attempt by the Israeli occupying power to change the legal or historical status of the occupied Palestinian territory including the status of the holy sites, enforce any new legal and administrative reality in the

occupied territory, especially the occupied West Bank, expand its legal settlement activities in the occupied territory and encourage settler violence or forcibly displace Palestinians from their land.

The Senate of Pakistan deplores and condemns the continued provocative steps and statements by the leadership of Israel that threaten the regional and international peace and stability including the latest statement that expresses its intention to forge so-called alliances against Muslim nations.

The Senate of Pakistan condemns any attempts by Israel to undermine the sovereignty, unity and territorial integrity of brotherly Islamic countries and rejects in this regard the announcement made by Israel recognising the independence of the so-called Somaliland region of the Federal Republic of Somalia.

The Senate of Pakistan urges the international community to end Israeli impunity and hold it accountable for its crimes against humanity as well as its provocative actions that pose a threat to all regional countries.

The Senate of Pakistan demands full Israeli withdrawal from the occupied territories, increased sustained and unimpeded humanitarian assistance to the beleaguered Palestinians in Gaza including through the United Nations Relief and Works Agency for Palestinian Refugees as well as an early start of the recovery and reconstruction process in Gaza.

The Senate of Pakistan reaffirms historic and unwavering support of the people of Pakistan for the Palestinian people's inalienable right to self-determination and establishment of an independent, viable and contiguous state of Palestine based on pre-1967 borders with Al-Quds Al-Sharif as its capital. Thank you.

Madam Presiding Officer: Yes, Saifullah sahib.

Senator Jam Saifullah Khan: I fully support my honourable Senator. I just want to make one amendment. There was a statement given by Israeli American Ambassador to Israel Mike Huckabee. In one of his interview, two or three days back, he has said that Israel has the right to capture all the lands from Euphrates to Nile, which include the countries like Syria, Lebanon, Egypt and Saudi Arabia. I think we should add this amendment also and we should condemn this also. We should make this part of the resolution condemning the statement of the U.S. Ambassador in Israel.

Madam Presiding Officer: Thank you. What do movers of the resolution say about this? Yes, Minister Sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس معاملے پر already ہماری وزارت خارجہ اپنا viewpoint, condemning the same دے چکی ہے اور مسلم ممالک کے ساتھ مل کر ہم نے اسے take up کیا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس کی relevance as such, تو نہیں ہے۔ فلور پر یہ بات ہو گئی جبکہ

we also condemn that and we reaffirm the stance taken by the government of Pakistan in this regard.

Madam Presiding Officer: I now put the resolution before the House.

*(The resolution was adopted unanimously)*

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی لیڈر آف دی اپوزیشن۔

**Points raised by Senator Raja Nasir Abbas regarding (i) condemnation of the Israeli attempts to occupy the Palestinian lands and (ii) health problems being faced by the PTI founder**

سینیٹر راجہ ناصر عباس: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ جو فلسطین اور غزہ میں ہو رہا ہے اور جس طرح سے اسرائیل اور نیتن یاہو نے دیدہ دلیری کے ساتھ نسل کشی کی ہے، وہاں پر بے گناہوں کا قتل عام کیا ہے اور آہستہ آہستہ اس نے پورے فلسطین کی land پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہا ہے۔ ابھی پچھلے ہی دنوں انہوں نے قانون بنایا ہے جس سے Western Bank کی زمینوں پر بھی قبضے شروع ہو گئے

ہیں۔ مسلمانوں کی سرزمین پر، اگر یہ غیر مسلموں کی سرزمین ہو، غاصبانہ قبضے کا کسی کو حق نہیں ہے، ظالمانہ قبضے کی اجازت کسی کو نہیں ہے۔ لہٰذا، ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے کہ ہم جس طرح سے غزہ کے حوالے سے ڈونلڈ ٹرمپ کی سرپرستی میں جو Peace Board بنا ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کے بارے میں آپ سب جانتے ہیں کہ اس وقت امریکہ کے اندر بھی اس کے خلاف آواز اٹھ رہی ہو، جو اس نے وینزویلا میں کیا ہے اور جس طرح سے might is right یہ اس کی اس وقت سوچ اور فکر ہے کہ طاقت حق ہے۔ جس کے پاس طاقت ہے، وہ جو چاہے کرے۔ وہ United Nations کے قوانین کو نہیں مان رہا۔ عالمی ادارے جو دنیا کو چلانے کے لیے بنائے گئے تھے، ان کی دو ٹکے کی حیثیت نہیں رہی ہے۔ وہ کسی کو پوچھتا نہیں ہے۔

ابھی میں نے کل بھی کہا تھا کہ اس کی forces کی ہمارے region کے اندر کتنی بڑی movement ہے۔ ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ کسی کو threat کرنا، ایک ایسا ملک جو sovereign country ہے، اس کو threat کرنا، لوگوں سے کہنا کہ تم وہاں پر مظاہرے کرو، ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ فرعون کی طرح اس دنیا کا خدا بن گیا ہو۔ لہٰذا، یہ قابل مذمت ہے۔ ہم اس کی تمام تر statements اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں، اس کی مذمت کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے ڈرا کر، ان لوگوں کو جو شہادت سے عشق رکھتے ہیں، جن کا توکل اللہ پر ہے، جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے تمام کے تمام وعدوں پر ایمان رکھتے ہیں، وہ سمجھتا ہے کہ میں ہرا دوں گا۔ کل یا پرسوں کی بات ہے، Rubio یا Witkoff کا بیان ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کہہ رہا ہے کہ میں متحیر اور حیرت زدہ ہوں کہ میں نے اتنی فورسز بھیج دی ہیں اور ایرانی مجھ سے ڈر کیوں نہیں رہے ہیں۔ میرے آگے سر کیوں نہیں جھکا رہے؟ اگر کوئی مسلمان ہو گا جس نے لاالہ الااللہ کہا ہے، وہ اللہ کے علاوہ کسی کے آگے سر نہیں جھکائے گا، سر کٹ ہی کیوں نہ جائے۔ عزت سے مرنا، ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔ لہٰذا، ہم مذمت کرتے ہیں جیسے resolution پر میں اس پر بات کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کے rules and regulations کے بارے میں ابھی کم آشنا ہوں۔ میں ایک بات کہنا چاہوں گا، ہمیں فلسطین کے حوالے سے یہ کہنا چاہیے کہ فلسطین، فلسطینیوں کا ہے۔ اگر وہ آدھا فلسطین کسی کو دینا چاہتے ہیں، دیں لیکن 1967 تک قبضہ جائز ہے اور 1967 کے بعد قبضہ جائز نہیں ہے، یہ درست نہیں ہے۔

(T11 پر جاری ہے)

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): اگر وہ آدھا فلسطین کسی کو دینا چاہیں تو دیں لیکن 1967 تک قبضہ جائز ہے اور 1967 کے بعد قبضہ جائز نہیں ہے، یہ درست نہیں ہے۔ قبضہ 1967 سے پہلے بھی ناجائز تھا، اس کے بعد بھی ناجائز ہے۔ فلسطین سارا فلسطینیوں کا ہے، وہاں پر رہنے والے لوگ چاہے عیسائی ہیں، مسلمان ہیں، یہودی ہیں، یہ ان کا فلسطین ہے، نہ کہ ان کا جو باہر سے لائے گئے اور جنہوں نے قبضہ کیا ہے۔

میڈم! میری ایک گزارش ہے کہ ہمارے لیے عمران خان صاحب کی صحت ایک اہم مسئلہ ہے، ڈاکٹر صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔ میں نے کل بھی بات کی تھی لیکن یہاں میری بات سنی نہیں گئی، چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا تھا کہ دو، چار سینیٹرز اور ایم این ایز کو جیل بھیج دیں، ایک تو وہ باقی قیدیوں کو بھی دیکھ لیں، ہسپتال کو بھی دیکھ لیں اور عمران خان صاحب کو بھی دیکھ لیں، یہ ایک انسانی مسئلہ ہے، یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ انہیں رات کو بھی check کروایا گیا لیکن ان کے ڈاکٹروں کو on board نہیں لیا گیا۔ آخر اس مسئلے کو کیوں نہیں حل کیا جاتا، ایک چھوٹے مسئلے کو بڑا مسئلہ بنایا جاتا ہے، کیوں توجہ نہیں دی جاتی؟ یہاں treasury benches پر بیٹھے ہوئے لوگ بتائیں کہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے، ہم بے اختیار ہیں، ہمیں بتائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، آئیں مل کر اپنے اختیار کو حاصل کرتے ہیں، جنہوں نے ہمارا اختیار چھینا ہوا ہے، ان سے چھینتے ہیں۔ وہ کون ہوتے ہیں جو ہمارا اختیار چھینیں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ ہم اس مسئلے کو اہمیت دیں۔ ابھی ہم سپریم کورٹ کے باہر قبرستان میں بیٹھ کر فاتحہ پڑھ رہے تھے، وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، کوئی سننے والا نہیں ہے، کہا جاتا ہے کہ جائیں عدلیہ سے بات کریں، عدلیہ نہیں سنتی، اس وقت اتنی مشکلات ہیں۔ اس ملک کو ایسے نہ چلائیں، آپ overburdened ہو رہے ہیں، ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے، بدامنی کی دلدل میں دھنس گیا ہے، سیاسی بحران، معاشی بحران، ہمارے اطراف میں جو developments ہو رہی ہیں، یہ بہت خطرناک ہیں، ہمیں اکٹھے ہونا چاہیے، ملنا چاہیے۔

میڈم! میں نے کل بھی کہا تھا، جیسے یہاں پہلے لوگوں کو خرید کر حکومتوں کو گرایا جاتا رہا ہے، ہمیں کوئی نہیں خرید سکے گا، آپ طاقت پکڑیں۔ اگر کوئی ہمیں آکر کہے گا کہ لوٹے بنو، ہم نہیں بنیں گے اور کسی کی جرأت نہیں ہو گی ہمارے ساتھ بات کرے، آپ آگے بڑھیں۔ آپ سے ایک چھوٹا سا مسئلہ حل نہیں ہوتا، ہم یہاں بیٹھتے ہیں، چیختے ہیں، چلاتے ہیں، ہم نے دھرنا دیا، بیٹھے رہے، پارلیمنٹ کے دروازے بند کر دیے گئے، تالے لگا دیے گئے، پارلیمنٹ کی توہین ہوئی، کوئی نہیں کہتا کس نے یہ کیا ہے، کس نے تالے لگائے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ براہ مہربانی ہوش کے ناخن لیں، چیزوں کو اس طرح bulldoze نہ کریں، خدا کے لیے ایسا نہ کریں۔ یہ ایوانِ بالا لگے، یہاں بلوچستان کے مظلوم ہیں، سندھ کے مظلوم ہیں،

سرائیکی علاقے کے، پنجاب کے، خیبر پختونخوا کے، جہاں کے بھی مظلوم ہیں، ان کی آواز اٹھنی چاہیے اور اس پر توجہ دینی چاہیے۔ ہم اسی لیے آئے ہیں کہ مسائل کو حل کریں نہ کہ مسائل بڑھائیں، نہ کہ مسائل کو بڑھنے دیں، مسئلہ پر مسئلہ جمع ہوتا رہے، بحران بن جائے اور پھر وہ ناسور بن جائے۔اس لیے میری گزارش ہے کہ اس پر توجہ دیں۔

میڈم! میں نے ڈاکٹر ہمایوں صاحب سے کہا تھا کہ اس مسئلے پر بات کریں، انہیں وقت دیں، وہ بات کریں تاکہ ایک logical بات ہونی چاہیے۔ بالاآخر رات کو جو ہوا ہے، عمران خان صاحب کی فیملی کو نہ بلا کر، ان کے ڈاکٹروں کو نہ بلا کر، میڈم! مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت trust deficit بہت زیادہ ہے، فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ آپ نے جس آدمی کو جیل میں رکھا ہوا ہے، سو گولیاں ماری گئی ہیں، وہ پاکستان سے باہر تو نہیں گیا، وہ یہیں رہنا چاہتا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ خدانخواستہ کوئی معاملہ کرکے، deal کرکے باہر آجائے۔ اس کو اس کا حق دیں، انسانی بنیادوں پر حق دیں۔ اس پر جو عدالتوں کے فیصلے ہیں، عدالتوں کو کوئی چلنے تو دے۔ میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو easy نہ لیا جائے، آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے جو practice ہوتی ہے، اس کو facilitate کریں، support کریں، اس کی بات کو سنیں۔ یہاں کہا گیا کہ ہم کل وہاں لوگوں کو لارہے تھے، نہیں! آپ نے Parliament Lodges میں لوگوں کو بند کیا ہوا تھا، KP House کو بند کیا ہوا تھا اور ہمیں یہاں بند کیا ہوا تھا، ہم یہاں باہر بیٹھ جاتے، ہم نے کوئی صدیوں تو نہیں بیٹھنا تھا، اپنا احتجاج record کروانا تھا، as a Parliamentarians ہم پورے پاکستان کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لیے دن بدلتے رہتے ہیں، یہ روزگار چلتا ہے، circle چلتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے ایسے کیا، فلاں نے ایسے کیا، کب تک یہ فلاں فلاں ہوتا رہے گا، کیا ہم آج سے شروع نہیں کر سکتے۔ میں تو آپ کی پارلیمنٹ کا حصہ نہیں تھا، میں کسی بھی اس چیز کا حصہ نہیں رہا ہوں لیکن جب میں دیکھتا ہوں تو مجھے افسوس ہوتا ہے، میں پریشان ہوتا ہوں، اپنے وطن کے حالات دیکھ کر رات کو سو نہیں سکتا ہوں۔ ہمارے بچے، جوان مارے جارہے ہیں، ہماری forces کے جوان مارے جارہے ہیں، ہمارے جگر کے ٹکڑے، عام آدمی بھی مارا جارہا ہے، کچلا جارہا ہے۔ ہم حالات کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ ایک جگہ رکے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے maximum لوگ عمران خان سے محبت کرتے ہیں، اس کی صحت کا جو مسئلہ ہے، آپ کا بھی مسئلہ ہے، سب کا مسئلہ ہے کیونکہ سارے انسان ہیں، ہر انسان کا اس وقت یہ مسئلہ ہے، چاہے وہ حمایتی ہے یا مخالف ہے۔ آئیں اسے انسانی بنیادوں پر دیکھیں، اسے کوئی سیاسی نہیں بنانا چاہتا، نہ ہم چاہتے ہیں کہ خدانخواستہ وہ باہر نکل جائے۔ اس لیے براہ مہربانی اس پر توجہ دیں، وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ توجہ دیں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں، ہم ان کے پاس آتے ہیں، خدارا! ہمیں وہاں نہ بھیجیں جہاں ہم نہیں جانا چاہتے، ہمیں اُدھر نہ بھیجیں۔ کل کہا گیا کہ وہ ان سے ملنا نہیں چاہتے، ہم بھی نہیں ملنا چاہتے جو ہم

سے نہیں ملنا چاہتے۔ پاکستان کے مسائل کے لیے ہر ایک سے بات کریں گے، پاکستان سب کا ہے، پاکستان کو طاقتور پارلیمنٹ بچا سکتی ہے، نہ کہ rubber-stamp Parliament, پاکستان کو پاکستان کے عوام بچا سکتے ہیں۔ پاکستان کے اثاثے ایٹمی طاقت نہیں ہیں، روس کے پاس ایٹمی طاقت تھی، وہ ٹوٹ گیا، طاقت عوام ہوتے ہیں، اگر عوام کا اعتماد ہوتا ہے۔اس سے آپ کی soft power بڑھتی ہے، national power بڑھتی ہے۔ لہٰذا آئیں عوام کے ساتھ رہیں، عوام میں رہیں، عوام کے ذریعے یہاں آئیں اور عوام کی خدمت کریں، آئین کی خدمت کریں۔ بالآخر یہ حکومت اللہ کی ہے، ہماری نہیں ہے، ہمارے پاس یہ امانت ہے، اگر امانت کا درست استعمال نہ کیا جائے جیسے جس نے دی ہے تو پھر انسان اس امانت کو رکھنے کا اہل نہیں رہتا۔ (عربی) میں نے رمضان کی وجہ سے کہا ہے کہ ہم سے غلطیاں نہیں ہوتیں، میں معصوم ہوں؟ مجھ سے خدانخواستہ ہر روز غلطی ہو جاتی ہے، گناہ ہو جاتا ہے، کسی کو ڈانٹ دیا، گناہ کر دیا، کسی کو ایک جملہ یا لفظ بول کر توہین کر دی، غلطی کر دی، حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے ایک لفظ بول کر ایک انسان کی اہانت کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پیشانی پر لکھے گا، اللہ کی رحمت سے مایوس انسان آ رہا ہے۔ یہ تو ایک اچھی بات ہے، رمضان کا مہینہ ہے، آئیں اللہ کی طرف چلیں، آئیں ہم داخلی بغض اور کینہ ختم کریں، ایک اچھا پاکستان بنانے کے لیے آگے بڑھیں، ایک اچھی پارلیمنٹ کے لیے آگے بڑھیں، ایک اچھے ماحول کے لیے آگے بڑھیں۔

میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو practice ہو رہی ہے، آپ حکومت ہیں، آپ وزیراعظم ہیں، آپ کے پاس power ہے، آپ ایک آدمی کے ساتھ اس کے ڈاکٹروں کو نہیں ملا سکتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو بولنے کا موقع دیں پھر یہ بول لیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: میں ضرور بولنے کا موقع دیتی لیکن ڈاکٹر صاحب کا وقت آپ لے چکے ہیں۔ وزیر صاحب! اب آپ بات کرلیں، سینیٹر طلحہ محمود آدھے گھنٹے سے wait کر رہے ہیں۔

**Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law)**

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون وانصاف): میڈم! میں صرف دو حرفی بات کروں گا۔ ایک تو کل رات عمران خان صاحب کو schedule کے مطابق PIMS میں لے جایا گیا، ان کی consent اور رضامندی کے ساتھ اور وہاں سرکاری اور غیر سرکاری four experts doctors کے board نے ان کا معائنہ کیا۔ علامہ صاحب نے خود یہ بات کہ قانون اور آئین کے دائرے میں رہ کر سب کچھ کریں تو یہ exactly آئین اور قانون کے دائرے میں ہے۔ Jail manual میں یا میرے قانون میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ اگر آپ سابق وزیراعظم ہیں یا اگر کچھ لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ ان کا معائنہ ان کی choice کے ڈاکٹروں سے ہونا چاہیے تو

میرا قانون اور میرا آئین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ معاملات اُس قانون کے تحت ہی regulate ہونے ہیں جس unfortunately قانون کے تحت وہ جیل میں بند ہیں۔ ان حدود و قیود میں رہتے ہوئے جو maximum possible تھا، وہ کیا گیا، یہی علاج Jail hospital میں بھی ہو سکتا تھا، ڈاکٹر وہاں سے تشریف لاتے تھے لیکن انہیں ان کی رضامندی اور خواہش کے مطابق PIMS میں specialists کے board نے پھر examine کیا۔ رات کا تعین ہمارے security and law and order کے issues کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ اگر یہ ہسپتال نہ ہو کوئی اور جگہ ہو تو آپ security beef up کر کے سارا کر سکتے ہیں لیکن مریض، ambulances کا داخلہ، لواحقین اور ہر وقت کے حادثات کی صورت میں emergency کی opening beefed up security سے ممکن نہیں ہوتی، اس لیے انہیں unannounced, unscheduled ایسے وقت میں لایا جاتا ہے جب ہسپتال پر traffic کا بوجھ کم ہو۔ اس لیے سوچ سمجھ کر یہ سارا فیصلہ کیا جاتا ہے اور یہ متعلقہ محکمے ہی کرتے ہیں۔

میڈم! اسی background میں انہیں چار ڈاکٹر جن میں ان کی آنکھ کے حوالے سے پروفیسر ندیم قریشی جو کہ Al-Shifa Eye Hospital سے ratinal complication کے expert ہیں، خان صاحب کے اپنے معالجین سے جب بات ہوئی تو انہوں نے بھی کہا کہ وہ بہت اچھے ڈاکٹر ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ پروفیسر عارف صاحب جو PIMS کے Head of Ophthalmology ہیں۔ ان دونوں نے مشاورت کے بعد اور اس گفتگو کے بعد جو ان کے ذاتی معالجین سے بھی ہو چکی تھی، second doze کی administration کرنی تھی، انہیں کل وہ کر دی گئی ہے، پچھلے results اچھے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور تندرستی عطا فرمائے، ہم ان کے لیے دعاگو ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ

to make sure that he enjoys good health and he is hale and hearty....

(Continue .....T/12)

**T12-24Feb2026 Abdul Razique/Ed: Iram Shafique 01:20 p.m.**

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: (۔۔۔جاری) اس کے ساتھ، ساتھ to make sure that he enjoys good health, and he is hale and hearty, as an abundant caution, cardiologists کو بھی بلایا گیا۔ Specialist cardiologist نے ان کے electrocardiogram (ECG) کے علاوہ جو necessary tests and blood

samples تھے، وہ بھی کیے۔ الحمدللہ، وہ رپورٹس بھی ٹھیک ہیں اور ان کی نظر میں کوئی ایسی complication نہیں تھی۔ ان کی general health کے لیے Professor of Medicine نے بھی انہیں examine کیا اور ان سے discussion کی۔ یہ سارا بڑا بخوبی سرانجام پایا ہے۔ کل رات تقریباً وہاں پر وہ ساڑھے گیارہ بجے تشریف لے گئے تھے اور یہ ساری exercise مکمل کرنے کے بعد انہیں دوبارہ جیل میں شفٹ کیا گیا۔ انہیں hospitalization کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی یہ کیا گیا۔ After getting complete instructions from Executive Director, PIMS, Islamabad یہ ایک responsible statement ہے جو میں دے رہا ہوں۔ یہ آپ سب کے نوٹس میں ہونا چاہیے کہ اس میں کوئی ایسی پریشانی یا ہیجان والی بات نہیں ہے۔ آپ نے بات کی کہ انصاف نہیں مل رہا اور سپریم کورٹ سے آپ نے رجوع کیا۔ پھر میں عرض کروں گا کہ آئین اور قانون کے تحت سپریم کورٹ کا جتنا دائرہ اختیار تھا، انہوں نے وہ کردیا۔ ایک different application سنتے ہوئے انہوں نے اپنی jurisdiction extend کرتے ہوئے ایک حکم کا اظہار کیا۔ اس حکم کی تعمیل میں جو پیچھے exercise ہوئی تھی، وہ آپ کے سامنے ہے کہ حکومت نے ڈاکٹرز کا بورڈ تشکیل دیا۔ انہوں نے بھی حکومت سے صرف یہ کہا تھا کہ حکومت in its own discretion یہ کرے۔ ہم نے اپنے تئی جو ممکن تھا، وہ کیا۔

میں بھی آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ نے بالکل بجا کہا کہ پارلیمان proper forum ہے اور پارلیمان کی Executive کو جو دی ہوئی powers ہیں، وہ پاکستان کی Executive exercise کرتی ہے۔ آپ بالکل Executive سے بات کریں۔ وزیراعظم صاحب ہیں اور ان کی کابینہ ہے۔ ہم لوگ آپ کے لیے حاضر ہیں اور آپ نہ جائیں وہاں پر جہاں آپ نہیں جانا چاہتے اور ہم بھی نہیں چاہتے کیونکہ ان کا تعلق نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی بڑی قربانیاں دے رہے ہیں، ملکی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور بیرونی جنگوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ ہم نے تو ان کے بارے میں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر بھارت نے حملہ کیا تو پتا نہیں وہ کیا کریں گے۔ اس دفعہ انہوں نے وہ امتحان بھی پاس کیا اور الحمدللہ پوری قوم کو اس پر فخر ہے۔ آج بھی وہ ہماری مغربی سرحدوں پہ پوری جانفشانی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں ہم سیاست سے باہر رکھیں۔ یہ ہمارے اپنے معاملات حل ہونے والے ہیں۔ جیسے آپ نے کہا کہ ہم ماضی کے گڑھے مردے نہیں اکھاڑتے، جو saving end پر ہیں، آج ان کے بھی یہی الفاظ ہیں۔ آپ کے ہی وزیراعظم نے کہا تھا کہ آرمی چیف قوم کا باپ ہوتا ہے اور اس کی اور طرح کی عزت ہونی چاہیے اور اس کو کہیں اور بٹھانا چاہیے۔ میں نہیں یہ

باتیں کرتا بلکہ کہتا ہوں کہ اسے بند کر دیتے ہیں۔علامہ صاحب آپ بہت جائز بات کرتے ہیں۔آپ ہمارے لیے محترم ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ رانا ثنا اللہ صاحب اور وزیر پارلیمانی امور بیٹھے ہیں۔ میں بیٹھا ہوں۔آپ نے خواہش کا اظہار کیا اور آپ کو پوری details کے ساتھ بتا دیا۔ اسی لیے پریس ریلیز بھی رات جاری کرائی تھی کہ کسی قسم کی ہیجانی کیفیت یہاں نہ بنے۔ پارلیمنٹ بااختیار ہے اور ان شاءاللہ العزیز Executive بھی با اختیار ہے۔ جو فیصلے ہیں، جو strategy ہے، جو کام ہیں، قانون اور آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے Executive اپنے وہ فرائض سر انجام دے رہی ہے۔ یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ اس سے beyond کہ انہیں باہر نکالنا ہے، انہیں گھر بھجوانا ہے یا انہوں نے بیرون ملک جانا ہے تو یہ Executive کا اختیار نہیں ہے۔ Unfortunately وہ ایک convicted prisoner ہیں۔ یہ اختیار عدالتوں کا ہے اور عدالتیں due course کے ساتھ وہ مقدمات سنے گیں۔

مقدمات کی شنوائی میں بھی بطور وکیل میری اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ آئین کا آرٹیکل 25 یہ کہتا ہے کہ کسی شہری میں رنگ، نسل، عہدے یا کوئی اور بنیاد پر فرق نہیں رکھا جائے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ کیونکہ وہ سابق وزیراعظم ہیں تو باقی سب کے کیسز پیچھے دھکیل کر ان کا کیس پہلے سنا جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کا کیس کسی اور jurisprudence میں سنا جائے۔ وہ اسی jurisprudence میں سنا جائے گا اور ان کے طبّی معاملات بھی اسی طرح سے deal کیے جائیں گے جس طرح سے دوسروں کے کیے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ خواہش ہے کہ اللہ تعالی انہیں صحت تندرستی عطا فرمائے رکھے اور جو ممکن ہے، وہ ان کے لیے provide کیا جاتا ہے۔آپ نے فلسطین کے حوالے سے بڑی خوبصورت بات کی۔ آپ نے Board of Peace کی بات کی۔ آپ نے امریکہ کے صدر کی بات کی۔ میں اس کے جواب میں صرف یہ کہوں گا کہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ یہ پاکستان کے لیے خارجی حوالے سے ایک عزت کی جگہ تھی۔انہوں نے وہاں جو مختصر تقریر کی ہے، آپ اس کا حرف، حرف سنیں اس پر غور کریں۔ انہوں نے فلسطین کے مظلوم عوام کے علاوہ کسی اور کا مقدمہ نہیں لڑا اور انہوں نے پاکستان کا مؤقف دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا ہے، بہت شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، منسٹر صاحب۔ جی سینیٹر طلحہ محمود۔ My apology کیونکہ سینیٹر صاحب، آپ بڑی دیر سے انتظار کر رہے تھے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جی بالکل حالانکہ میری بات صرف دو منٹ کی ہے اور ان کی تقریریں آدھے گھنٹے کی ہوتی ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی مجھے پتا ہے۔

**Point raised by Senator Muhammad Talha Mahmood regarding his breach of privilege by RPO, Malakand and DPO, Upper Chitral**

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Privilege کا یہ ایک معاملہ ہے۔ میرا privilege breach کیا گیا ہے۔ اس ہاؤس کا privilege breach کیا گیا ہے۔ RPO, Malakand and DPO, Upper Chitral جنہوں نے 250 لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی اور اس حوالے سے جب میری ان سے بات ہوئی اور انہوں نے جس انداز میں مجھ سے بات کی اور میری بے عزتی کی، میں اس پر احتجاج بھی کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ Privilege Committee کو refer کیا جائے۔ اس سلسلے میں میری چیئرمین سینیٹ جناب یوسف رضا گیلانی صاحب سے چیمبر میں تفصیل سے بات ہوئی ہے اور ان کو میں نے ساری تفصیل بتائی ہے اور انہیں black and white میں سارا کچھ دے دیا ہے۔ یہ Privilege Committee کو refer کر دیں، شکریہ۔

Madam Presiding Officer: Thank you. The matter is referred to the Privilege Committee. The proceedings of the House stand adjourned to meet again on Friday, the 27th February, 2026, at 10:30 a.m.

--------------------

*[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 27th February, 2026, at 10:30 a.m.*

-------------------